اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

پچپنواں اجلاس (پہلی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ یکم رجون 2022ء بروز بدھ بمطابق یکم رذیقعد 1443 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	03
2	چیئرپرسنز کے پینل کا اعلان۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	24
4	مشترکہ قرارداد نمبر 123 منجانب: محترمہ بشریٰ رند، پارلیمانی سیکرٹری اور جناب نصراللہ خان زیرے، اراکین اسمبلی۔	26
5	قومی مالیاتی کمیشن ایوارڈ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا۔	31

جلد 55 شمارہ 01

ایوان کے عہدیدار

قائم مقام اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

سینئر رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب خالد احمد قمبرانی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ یکم رجون 2022ء بروز بدھ بمطابق یکم رذیقعد 1443 ہجری، بوقت سہ پہر 03:25 منٹ پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، قائم مقام اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ هُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَیُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ وَبِالۡاٰخِرَۃِ هُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ؕ﴿۴﴾ اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنۡ رَّبِّهِمۡ ٭ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۵﴾

﴿پارہ نمبر ۲ سُوۡرَۃُ البقرہ آیات نمبر ۱ تا ۵﴾

ترجمہ: الٓمّٓ۔ اس کتاب میں کچھ شک نہیں راہ بتلاتی ہے ڈرنے والوں کو۔ جو کہ یقین کرتے ہیں بے دیکھی چیزوں کا اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو ہم نے روزی دی ہے ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تیری طرف اور اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تجھ سے پہلے اور آخرت کو وہ یقینی جانتے ہیں۔ وہی لوگ ہیں ہدایت پر اپنے پروردگار کی طرف سے اور وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے۔ وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغُ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جزاک اللہ۔ میں قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت ذیل اراکین اسمبلی کو رواں اجلاس کیلئے پینل آف چیئر پرسنز کیلئے نامزد کرتا ہوں:

۱۔ جناب قادر علی نائل صاحب۔ ۲۔ محترمہ شاہینہ بی بی صاحبہ۔

۳۔ محترمہ شکیلہ نوید قاضی صاحبہ۔ ۴۔ جناب عبدالواحد صدیقی صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی ثناء بلوچ صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے تو میں آپ تمام اراکین اسمبلی کو جن جن کے علاقے میں بلدیاتی انتخابات ہوئے، بخیر وخوبی اور پرامن طریقے سے، اس پر سب کو مبارکباد دیتا ہوں کیونکہ سب کے تعاون سے بالخصوص عوام کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ ایک پرامن طریقے سے یہ مسئلہ حل ہوا۔ جناب اسپیکر! جس طرح آپ کے علم میں ہے گزشتہ تقریباً تین چار مہینے سے اسمبلی کے ایک دو اجلاس تو ہو رہے ہیں لیکن بلوچستان کے بہت سے معاملات شاید تفصیل کیساتھ زیر بحث نہیں لائے گئے ہیں۔ اس کی بنیادی وجوہات تھیں یہ تقریباً دو سے تین مہینے میں اسلام آباد کی سطح پر عدم اعتماد کی تحریک تھی۔ پھر بلوچستان میں لوکل باڈیز کے الیکشن ہوئے اور ابھی ایک ناکام تحریک عدم اعتماد میرے خیال میں حال ہی میں بلوچستان میں آئی، جس کی وجہ سے کافی معاملات بلوچستان میں جو اس وقت صوبے میں زیر بحث آنے چاہیے تھے یا چل رہے ہیں ان پر توجہ نہیں دے سکے، اور اس قسم کی غفلت میرے خیال میں کسی حکومت کیلئے ہم سیاسی اکابرین کیلئے سیاسی نمائندوں کیلئے ایک نیک شگون نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! آپ کو پتہ ہے کہ بلوچستان میں لاپتہ افراد کا مسئلہ بہت زیادہ گمبھیر ہوتا جا رہا ہے۔ اور کسی بھی ریاست کا جو بنیادی کردار ہے وہ ایک ماں کی جیسا ہے اور ایک ماں کا کردار ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ وہ تمام بچوں کو ایک نظر سے دیکھتی ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جتنے بھی مسائل اور مشکلات ہوں، ان کو یکسر طریقے سے مہر اور محبت سے حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن گزشتہ دو دہائیوں سے بلوچستان میں جو سلسلہ چل رہا ہے اس میں کمی بیشی تواتر کیساتھ آ رہی ہے لیکن ہم نے بالخصوص جب حال ہی میں جو political transition ہوئی ہے، شہباز شریف کی حکومت آئی، اس کے بعد ہماری کوشش بھی ہے اور شاید عنقریب ہی بلوچستان کے حوالے سے بہت بڑی political development بھی ہو کوئی کانفرنسیں بھی ہوں، بلوچستان کی reconciliation اور مسئلہ کے حوالے سے لیکن گزشتہ دو تین مہینے میں جو کراچی یونیورسٹی کا ایک سانحہ رونما ہوا، اس پر ہمارے دوستوں نے حکومت اور اپوزیشن نے گزشتہ ایک اجلاس میں تفصیل کے ساتھ بات کی، لیکن اس کے follow up میں یا اس کے ردعمل میں بعد میں جو واقعات رونما ہوئے وہ

بلوچستان کی تاریخ میں انتہائی قابل مذمت اور قابل افسوس رہے ہیں۔ جناب والا! آپ کو پتہ ہے کہ جب تقریباً مئی کے اوائل میں جب کراچی واقعے کے بعد نور جہاں نامی ایک بلوچ خاتون کو جب گھر سے اٹھایا گیا یعنی لاپتہ کر دیا گیا، اس واقعے نے مکران کے اندر، وہ ہمارا happy centers ہیں، کسی بھی حوالے سے کہیں، politically, socially. literally، تمام پہلوں سے دیکھا جائے مکران ہمارے لئے بہت ایک حساس علاقہ ہے۔ اور بلوچستان کی جتنی بھی سیاسی شدومد ہوتی ہے یہاں جتنی تذبذب ہوتی ہے یہاں جتنی ترقی ہوتی ہے یا بحرانات آتے ہیں اس میں مکران کا بڑا قلیدی کردار رہا ہے۔ اور بالخصوص ہم بلوچستان کے نمائندوں کی حیثیت سے ژوب سے لیکر اگر مکران تک کوئی بھی واقعہ رونما ہوا گر ہم اس کو سنجیدگی سے نہیں لیں گے یہ ہمارا تاریخی المیہ بنے گا۔ نور جہاں نامی خاتوں کو بغیر کسی وارنٹ کے بغیر کسی قانونی اور آئینی پہلو پر عملدرآمد کئے بغیر ان کو اٹھایا گیا لاپتہ کر دیا گیا۔ وہاں ہوشاب کی سڑکیں بند ہوئیں، لوگوں نے احتجاج کیا لیکن بدقسمتی سے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ صوبائی حکومت نے کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ صوبائی حکومت کا ایک کلیدی کردار ہوتا ہے کہ جب بلوچستان کے اندر کوئی ایسے واقعات ہوں ہم تین ساڑھے تین سال پہلے والی حکومت حکمرانی میں نہیں رہ رہیں، ہمیں یہ بات سمجھنی چاہیے، ہم جام کمال کی طرح غفلت نہیں برت سکتے، جب ایک ایسا واقعہ ہوتا ہے ہمارے منسٹر صاحبان کو پہنچنا چاہیے، وزیراعلیٰ کو پہنچنا چاہیے، ہمیں ان تحقیقاتی اداروں کو طلب کیا جانا چاہیے کہ ایسا واقعہ کیوں رونما ہوا ہے اگر آپ نے preventive measures کے تحت آئین اور قانون کے تحت جس کو ہم کہتے ہیں حفظ ما تقدم کے تحت اگر آپ سمجھتے ہیں کہ کوئی ایسا واقعہ رونما ہونے والا ہے آپ آئین اور قانون کے تحت جائیں۔ کسی کی گرفتاری کیلئے آپ وارنٹ اٹھائیں اور پھر بلوچ معاشرے میں بلوچستان کے بلوچ، پشتون معاشرے میں جب آپ ایک خاتون کی گرفتاری کے لیے جاتے ہیں تو آپ کو اور بھی زیادہ سنجیدہ ہونا چاہیے، آپ کو پوری کم ازکم ایک بریگیڈ خاتون کی فورسز کا بدلے آتا۔ وہاں لوکل لوگوں کو اعتماد میں لیتے آپ اپنے تحفظات اور اپنے خدشات کا اظہار کرتے پھر یہ واقعہ رونما نہیں ہوتا۔ وہ ایک واقعہ ختم نہیں ہوا تھا کہ کراچی سے ایک خاتون اور ادب لٹریچر، تعلیم، ہنر، یہ مردوں اور عورتوں تک تو محدود نہیں ہیں کیونکہ مرد شاعری کرسکتا ہے اور ایک عورت شاعری نہیں کرسکتی، حبیبہ پیر نامی ایک بلوچ شاعرہ ایک بلوچ ادیبہ انہوں نے اگر کچھ شعر لکھ دیے تھے ان کو جواز بنا کر کراچی میں ان کے گھر سے اُن کو اٹھا لیا گیا بغیر کسی ایف آئی آر کے بغیر کسی کاغذ کے بغیر کسی قانونی طریقہ کار کو پورا کئے ہوئے۔ اس کے بعد جب کراچی میں ان کیلئے یا بلوچ خواتین کیلئے یا بلوچ لاپتہ افراد کیلئے احتجاج کیا گیا تو کراچی میں وہاں بلوچ ماؤں اور بہنوں کو گاڑیوں میں بھیڑ بکریوں کی طرح بھر بھر کے لے جایا گیا

اور یہ ہمارا فرض تھا، بلوچستان کی صوبائی حکومت کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ سندھ حکومت کیساتھ بات کرے۔ کہ ہم اپنا احتجاج اسلام آباد میں بھی ریکارڈ کروا سکتے ہیں ہم کراچی میں بھی کروا سکتے ہیں ہم کوئٹہ میں بھی کروا سکتے ہیں۔ لیکن کم از کم ہماری ماؤں بہنوں کو گرفتار نہ کیا جائے اگر وہ آئین اور قانون کے دائرے سے ہٹ کر کوئی اور جدوجہد کرتے ہیں اس پر بھی لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ تو یہ آئینی اور قانونی طریقے سے احتجاج کے حق کو چھینا نہ جائے۔ حبیبہ پیر صاحبہ جو بلوچ خاتون ہیں 19 مئی کو لا پتہ کیا گیا اور اس کے بعد ان پر یہ جو سارے دکھ درد، رنج، مصیبتیں، ظلم یہ ساری بے انصافیاں جب ہوتی ہیں تو ہم نے اسی لئے کہا ہے کہ بلوچستان کے مسئلے کو جتنا بھی جلد ہو اس کو حل کیا جانا چاہیے۔ کیونکہ بلوچستان کی تکلیفیں یہ ہماری سیاست میں سرایت کر گئی ہیں یہ پیوست ہو گئی ہیں ہمارے معاشرتی امور میں۔ ہماری ثقافت میں یہ ہمارے ادب میں بھی جا چکی ہیں۔ ایک بلوچ عورت کیسے اپنے آپ کو الگ تھلگ رکھ سکتی ہے۔ جب اس کی دوسری مائیں بہنیں رو رہی ہیں۔ وہ لا پتہ افراد کیلئے احتجاج کر رہے ہیں۔ تو کتنی بلوچ مائیں بہنیں ہیں وہ بیٹھ کے شاعری کریں گی اگر کوئی شاعری کر رہی ہیں آپ اس بنیاد پر اس کو اذیت کا شکار نہیں بنا سکتے یہ بلوچ معاشرے میں نہیں بلکہ کسی بھی معاشرے میں کوئی انسانی معاشرے میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ عطا شاد نے بہت خوب کہا تھا:

تو بگش ہر چہ منی چی مہ گوشہ بوت نہ کن
تو بکن قہر منا مہر بہ بیت چوش نہ بی

کیا آپ کی طرف سے ظلم زیادتی بے انصافیاں ہوں اور اگر میں دو چار محبت کے لفظ اپنے لئے لوگوں کے لئے لکھ دوں یا ان کی داستانیں لکھ لوں اور آپ اس کے لئے ایسا نہیں ہو سکتا اس کے بعد آتے ہیں جناب والا! ایک اور خبر کیونکہ یہ ساری خبریں بلوچستان سے آ رہی ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ایک ذمہ دار حکومت یہاں ہے تو اس ذمہ دار حکومت کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ بی بی سی کی ایک ہیڈ لائن پر ایک معصوم چھ دن کے شیر خوار بچے کی تصویر لگتی ہے کہ بلوچستان میں شیر خوار بچہ بھی لا پتہ ہو گیا اچھی خبریں بلوچستان سے آنی چاہئیں تین چار سال تک ہم یہی کہتے رہے نہیں آنی چاہیے تھیں۔ اب اگر اسطرح کا واقعہ ہوا ہے یہ واقعہ جناب! 26 اپریل کو وہاں عبدالحق، شاہ بی بی اور عبدالرحمٰن کے یہ بچے ہیں اٹھائے گئے تھے ان کو۔ شیر خوار بچہ ہے جس کا نام بھی ابھی تک نہیں رکھا وہ اخبارات کی زینت بن گئی اس پوری دنیا میں سامنے آیا ہم اس پر خاموش بیٹھے رہیں گے کہ بلوچستان کی سب اہم ترقی بلوچستان کے لوگوں کا اطمنان اور سکون ہے آپ لوگ بھوکے پیاسے سو سکتے ہیں بغیر بجلی کے سو سکتے ہیں بغیر گیس کے ویسے ہی چیزیں ہمارے ہاں موجود نہیں ہیں لیکن سب سے بڑی بات سکون ہے سب سے

بڑی بات لوگوں کا احساس تحفظ ہے۔ جب احساس تحفظ بلوچستان سے آپ نکال دیں گے تو لوگوں کے پاس کیا رہ جائیگا۔ جناب والا! آج تک اس معاملے میں کوئی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب سی ٹی ڈی کارروائی کرتی ہے کوئی law enforcement agencies کارروائی کرتی ہیں صوبائی حکومت کو بیٹھ کے یہ بات کرنی چاہیے کہ اب حالات بدل گئے ہیں طریقہ کار بدلنا چاہیے ہمیں اس بات کا علم ہے کہ ہم ایک transition process سے گزر رہے ہیں جب معاشرے امن اور جنگ کے عمل سے گزر رہے ہوں وہاں انسانی حقوق کی بے احترامی ہوتی ہے لیکن ایک مہذب ایک ذمہ دار حکومت سب سے زیادہ کوشش کرتی ہے کہ آئین اور قانون کے دائرے میں رہ کر یہ تمام کاروائیاں کی جائیں اور اس لئے جناب والا! اس کے بعد میں آپ کو بتاوں ہم سب کے لئے بڑے افسوس کی بات ہے 17 اپریل کو ڈیرہ بگٹی جیسے شہر میں یا ڈسٹرکٹ میں جو بلوچستان کا وہ کیا کہتے ہیں کہ جیول transition process ہے جس طرح گوادر ابھی بن گیا بلوچستان کی شناخت سوئی اور ڈیرہ بگٹی سے ہوتی تھی کیا خبریں آئیں جناب والا! 15 دن تک مائیں بچے بالٹی اٹھائے جوہڑوں تالابوں سے پانی لاتے ہیں۔ اور وہاں تین سو ساڑھے تین سو افراد اور بچوں کی اموات ہیضہ سے ہوئی ہیں۔ جو ضلع سالانہ 80 ارب روپے کی آپ کو دولت دیتا ہے آج ہماری اسمبلی ہے ان کی کم ہے ہماری تنخواہیں بھی شاید اسی گیس کی مرہون منت ہیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ صوبائی حکومت نے وہاں بھی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہم نہیں پہنچ سکے ہمارا وزیر صحت پہنچ سکا ناں ہمارا وزیر پی ڈی ایم اے پہنچ سکا ناں وزیراعلیٰ پہنچ سکا اور جانا چاہیے ہم کل نہیں گئے ہمیں ابھی جانا چاہیے ہمیں لوگوں سے معافی مانگنی چاہیے اگر ہم سے کبھی کبھی زیادتی ہوتی ہے غلطی ہوتی ہے ایک ذمہ دار حکومت کی بھی بات ہے ہمیں نور جہاں کے گھر جانا چاہیے ہمیں حبیبہ پیر صاحبہ محترمہ کے گھر جانا چاہیے ہمیں پنجگور والوں کے گھر جانا چاہیے۔ جناب والا! ایک نوجوان داد جان کی شہادت کے خلاف اس وقت پنجگور کی سڑکوں پر ایک ہزار دو ہزار کے قریب خواتین موجود ہیں۔ وہاں جوتے بردار شہروں میں گھومنا شروع کر دیا ہے ایک ہی گھر سے دو لاشیں اٹھا دی گئیں پورا شہر ابھی تک کوئی دس دن بیس دن سے ہمیں اس کے پاس جانا چاہیے بات خواتین کی ہو رہی تھی یہاں خواتین بیٹھی ہوئی ہیں یہ اسمبلی کے باہر دو سو کے قریب خواتین آئی ہیں جن کے نمائندے یہاں ابھی ہمارے پاس تشریف فرما ہیں ای ایس ٹی کی ملازمتوں کے لئے جوان کا جائز حق ہے ہم معاشرے میں شاعرہ کو اس کا حق نہیں دیتے استاد کو اس کا حق نہیں دیتے بیروزگار کو اس کا حق نہیں دیتے ہمیں ہماری حکومت میں ہمارے اس نظام میں تبدیلی نظر آنی چاہیے تھی ایک سال پہلے ان کے انٹرویوز ہوئے فائل پے فائل سمری پے سمری رپورٹ پے رپورٹ آخر میں کہتے ہیں جی یہ پروجیکٹ بند ہو گیا ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں

بلوچستان میں یہ قانون بن جانا چاہیے کہ اگر کوئی بچی کوئی خاتون ایم اے، بی اے پاس ہو اس کو حکومت کی responsibility ہے کہ وہ اس کو immediately of the degree اس کے سند کے بعد تعلیم کے شعبے میں صحت کے شعبے میں ملازمت دیدینی چاہیے اگر ملازمت نہ ہو اس کو سوشل سپورٹ کے تحت تا کہ بلوچستان میں خواتین کی شرح خواندگی بڑھے آج بلوچستان میں جو شرح خواندگی وہ جو خواتین کی ہے وہ 23% سے نیچے اس لئے کہ ہم خواتین کو مجبور کرتے ہیں یہاں آکے ہمارے دروازے پر نقاب پہنے باعزت عورتیں جن کی عزت کے لئے ساری زندگی ہم اور ہمارے آباو اجداد لڑتے رہے ایک زمین ایک زر اور ایک زن۔ جو ہماری عورت ہوتی ہیں ان کے لئے ساری زندگی ہم اپنے وطن کو بچانے کے لئے ہمارے لوگ ہزاروں کی تعداد میں شہید ہوئے آج یہ کیسا بلوچستان ہے جہاں پھر بھی آکے خواتین ہم سے بھیک مانگ رہی ہوں اپنے ایک آرڈر کے لئے۔ یہ آرڈر ان کے گھر پہنچ جانے چاہیے تھے یہ فائلیں اور سمری کے لئے ہمیں ان کے گھر جانا چاہیے تھا اس کو کہتے ہیں حکومت، حکومت اس کا نام نہیں ہے کہ لوگ آکے ہمارے کان پکڑیں اور ہمیں نیند سے اٹھائیں۔ جناب والا! ہم ابھی بھی کہتے ہیں آج یہ بیٹھی ہیں خواتین جناب والا! آپ ایک رولنگ اس کے حوالے سے دیدیں گے کہ یہ خواتین کے حوالے سے جو ای ایس ٹی کی ہیں ان پر immediately جو، ان کے آرڈر ایک سال سے روکے ہوئے ہیں ان کی ملازمتوں کے حوالے سے ان کی تعیناتی پر عملدرامد کیا جائے اور اگر اس میں کوئی مشکلات درپیش ہیں سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس پر بات کریں گے وہ بول دیں گے کہ ان مشکلات کو پندرہ سے بیس دن کے اندر دور کرکے ان کی دوسری بات یہ ہے کہ پنجگور میں جو اس وقت احتجاج پر بیٹھی ہوئی خواتین جناب والا! پنجگور سب سے زیادہ پورے بلوچستان میں میں ابھی رات کو کوئی بارہ ایک بجے اپنے علاقے ڈسٹرکٹ خاران سے نکل کے آیا ہوں تباہ حال سڑکیں ہیں پچھلی حکومت میں ہمارے ساتھ اتنی زیادتیاں کیں کہ ہم لوگوں کو منہ دکھانے کے قابل نہیں ہیں لوگ تو یہ نہیں جانتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے لوگ یہ سمجھتے ہیں شاید ہم ایم پی ایز ہیں ہم جاتے ہیں ہماری جیب میں پیسے ہیں ہم سڑکوں کے لئے بھی دے سکتے ہیں ہم پانی کے لئے بھی دے سکتے ہیں پورے بلوچستان میں ڈیرہ بگٹی ہمارے لئے مثال ہے میں نے یہ بات اس لئے کی کہ آنے والی پی ایس ڈی پی میں جناب والا! تمام اضلاع کو ان کا حق ملنا چاہیے۔ جو پانی سے محروم ہوئے جو تعمیر و ترقی سے محروم ہوئے محکمے ترجیحی بنیاد پر تا کہ بلوچستان سے اس طرح کی خبریں ڈان کی nation کی the news کی news times کی BBC کی زینت نہ بنیں اور جناب والا! اس کے علاوہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ کے جو ہمارے جتنے کونسلر صاحبان ہیں پورے بلوچستان میں۔ میں مبارکباد دیتا ہوں ان کو

وہ اب دیکھ رہے ہوں گے کہ لوکل گورنمنٹ کا سسٹم آ گیا ہم سے پوچھ رہے تھے کہ ہماری ذمہ داریاں کیا ہونگی ہمیں کیا فنڈز ملیں گے تین سال پہلے میری پہلی تقریر تھی میں نے کہا جام کمال صاحب آپ رو رہے ہیں چیخ رہے ہیں کہ جی حکومت مجھے دلوادو ابھی اس کے ساتھ کچھ نہیں ہوسکتا اگر اس وقت ہماری بات مانتا ہم نے کہا پراونشل فنانس کمیشن اس constitution کے اندر لکھا ہوا ہے پراونشل فنانس کمیشن کے تحت تمام اضلاع کے جو وسائل ہیں ان کی تقسیم کا ایک فارمولا بنائیں۔ ہم اسلام آباد کے ساتھ لڑتے جھگڑتے ہیں اس کے بعد آ کے ایک دو ڈسٹرکٹ پی ایس ڈی پی میں سارے پیسے لیجاتے ہیں یہ ہمارے ساتھ ہمیشہ ہو رہا ہے جو ہم جیسے غریب ہمارے علاقے ہیں خاران وغیرہ ہمیشہ سے محروم رہ جاتے ہیں۔ آخری بات جناب والا! آپ سے کرونگا آپ کو پتہ ہے کہ کل الیکشن کمیشن نے delimitation کی ہے نشستیں ان کی حلقہ بندیوں میں ردوبدل کیا ہے آپ کا ضلع بھی متاثر ہوا ہے خاران سے میرا قومی اسمبلی کا جو حلقہ تھا وہ پہلے تین اضلاع پر مشتمل تھا اس کو اب چار اضلاع پر مشتمل کر دیا گیا ہے کہنے کو تو یہ ہے کہ جی بلوچستان کو شاید پانچ سے چھ سیٹیں ہماری 14 تھیں ان کی تعدا شاید بڑھا دی گئی ہے کچھ زیادہ کردی گئی ہے۔ لیکن پھر بھی جناب والا! طریقہ کار تقسیم کا درست نہیں ہے میرے خیال میں الیکشن کمیشن سے ایک چھوٹی سی میری دانست میں یا تو شاید اخبارات کی غلطی ہے یا الیکشن کمیشن کی طرف سے جس نے بھی بیان جاری کیا ہے constitution کے مطابق سیٹوں کی تقسیم صوبہ وار وہ آئینی طریقہ کار سے ہوسکتا ہے وہ الیکشن کمیشن نے نہیں کرسکتا جب تک آئین کے اندر ترمیم نہ ہو نشستیں زیادہ اور کم نہیں ہوسکتیں تاہم حلقہ بندی کا اختیار الیکشن کمیشن کو ہے ہم الیکشن کمیشن کو آپ کے توسط سے جناب والا! آپ رولنگ دیدیں گے کہ بلوچستان کی قومی اسمبلی کی ہر ضلع پر ایک نشست مقرر کی جائے۔ بلاتفریق آبادی یہ نہیں ہے کہ چھ، چھ ڈسٹرکوں کو ایک ساتھ merge کریں وہ قومی اسمبلی کا نمائندہ کیا بلوچستان کی نمائندگی کریگا اگر ہو رہا ہے یہ process الیکشن کے لئے۔ آج اس اسمبلی میں متفقہ طور پر یہ رولنگ آنی چاہیے کہ بلوچستان کو ہر ضلعے کو بلاتفریق اس کی آبادی کم ازکم قومی اسمبلی کی ایک سیٹ اس کے لئے fix ہونی چاہیے۔ لیکن کچھ ایسے اضلاع جس طرح کوئٹہ ہے جہاں آبادی زیادہ ہے وہاں اس کی آبادی کو مدنظر رکھ کے اس کی آبادی اور اس کو ایک ضلع کی حیثیت سے اگر آج کوئٹہ کی تین سیٹیں ہیں اس کو چار کرکے برابر لیجائے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن خاران کو الگ سے دیں واشک کو الگ سیٹ دیں نوشکی کو قومی اسمبلی میں الگ نمائندگی دیدیں تاکہ بلوچستان کی آواز وفاق میں پہنچ سکے تاکہ یہ جو ہمارے مسائل مشکلات ہیں۔ جناب والا! میں آپ کا بہت مشکور ہوں مجھے امید ہے جو یہ لاپتہ افراد کے حوالے سے اور یہ جو ہماری خواتین بیٹھی ہوئی ہیں EST کے حوالے سے آپ رولنگ دیں گے کہ ان کے مسائل ان کو

ترجیحی بنیادوں پر حل کریں۔شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ زیرے! مختصر بات کریں اسمبلی کے کارروائی کی طرف پھر آتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! پیمانہ آپ کا ایک ہونا چاہیے جب میری باری آتی ہے آپ کہتے ہیں کہ مختصر کریں۔ میرے خیال سے آپ انصاف کے تقاضے پورے کریں گے آپ ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں ہمارے حقوق کے محافظ ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: نہیں point of order اب ثناء بلوچ صاحب نے دو، تین سائیڈوں پر بات کی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: آپ کو کہہ دینا چاہیے تھا انصاف کے تقاضے as a Speaker یہ ہوتے ہیں کہ تمام ممبران ان کے سامنے برابر ہوتے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اگر مختصر بات کرسکتے ہیں تو مہربانی کریں ورنہ میں پھر ایجنڈے کی طرف آتا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! پہلے یقیناً بلدیاتی انتخابات ہوئے ہیں تمام تر ہم نے پہلے سے کہا تھا کہ حلقہ بندیوں پر بلدیاتی لسٹوں پر ہماری پارٹی کا اعتراض تھا بہت ساری پاٹیوں کا تھا۔ بہرحال الیکشن کمیشن نے کیا الیکشن کے دن کیا ہوا بہت کوشش کی گئی لیکن ہمارے دوست اس میں کامیاب ہوئے تمام جتنے بھی پشتون علاقے ہیں اس میں پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی نے single largest party پارٹی کے طور پر ابھری اس سمیت میں تمام کونسلر حضرات کو دل کی عطا گیرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! جو سب سے بڑا اشو ہے اس پر میری قرارداد ہے انشاء اللہ میں اس وقت اس پر بولوں گا۔ جناب اسپیکر! اس کے علاوہ بی ڈی اے کے ملازمین کا بڑا پرانا مسئلہ ہے۔ ہمارے سینئر دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔مختلف cabinet میں اوران کا مسئلہ حل نہیں ہورہا ہے۔ بہرحال خوشی اس بات کی ہے کہ کل کے cabinet اجلاس میں پہلی مرتبہ اس کو as a agenda کے طور پر رکھا گیا تھا۔ مجھے امید ہے کہ کابینہ کے یہاں ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ کہ کل اس مسئلے کو جو ملازمین ہیں بی ڈی اے کے ان کے مستقل ہونے کی وہ باقاعدہ approval دیں گے۔تو یقیناً یہ بڑا کام ہوگا اور یہ جو دس سال پندرہ سال سے ان کے سر پر تلوار لٹک رہی تھی وہ تلوار اُتر جائے گی۔ دوسرا بڑا اہم issue جس پر آپ نے direction بھی دی تھی پہلے کڈنی سینٹر کا بڑا issue ہے جناب اسپیکر! آپ نے باقاعدہ اس حوالے سے بات بھی کی تھی اور مجھے امید ہے کہ آپ اس کو final کرکے اس مسئلے کو آپ ایک دو دن میں حل کرنے کی کوشش کرینگے۔ جناب اسپیکر! میرے دوست نے بھی کہا تھا کہ ابھی میں جب آرہا تھا۔اسمبلی کے

گیٹ پر خواتین Teachers EST وہاں کھڑی تھیں ان کے احتجاج ہو رہا تھا ان کا مطالبہ یقیناً برحق ہے۔خود حکومت نے یہ میرے سامنے ان کا اشتہار پڑا ہوا ہے حکومت نے اشتہار دیا ہے 2019ء میں انھوں نے apply کیا انھوں نے test دیے وہ پاس ہوگئیں۔وہ شارٹ لسٹ ہوگئی 200 خواتین،اب اس میں کوئی وہ بات نہیں رہی ہے کہ صرف یہ اُن کے آرڈرز دیئے جائیں۔تو یہاں بیٹھے ہوئے منسٹر صاحبان سے میری request ہوگی کہ جب سب کچھ ختم ہوا اُن کے ٹیسٹ ہوگئے جو CTSP نے اُن کے ٹیسٹ لیئے اشتہار آیا۔ خود حکومت نے کہا کہ ہمیں ضرورت ہے۔اب بھی کوئی 4 ہزار پوسٹیں پڑی ہوئی ہیں ایجوکیشن میں تو یہ 200 EST اس میں adjust ہوسکتی ہیں۔تو میری گزارش ہوگی حکومت سے کہ وہ اس مسئلے کو حل کرنے کی پوری کوشش کرے۔Thank you very much

جناب قائم مقام اسپیکر: میرے خیال میں کارروائی کی طرف آتے ہیں۔

میر یونس عزیز زہری: جناب اسپیکر صاحب! ایک منٹ تو ہمیں بھی دیدیں۔صرف۔ایک منٹ

جناب قائم مقام اسپیکر: جی میر صاحب۔

میر یونس عزیز زہری: شکریہ. جناب اسپیکر! کچھ وزراء تو بیٹھے ہوئے ہیں لیکن وزراء کی عدم دلچسپی کی وجہ سے ہم پیچھے جارہے ہیں آگے نہیں جارہے ہیں۔میں آپ کو ایک چیز کی مبارک باد اپنے تمام وزراء کو دے دوں گا اور موجودہ گورنمنٹ کو کیونکہ دو مہینے پہلے میں نے یہاں نشاندہی کی تھی کہ ہمارے ضلع میں 166 اسکول ہیں جو ٹیچر نہ ہونے کی وجہ سے بند ہیں تو آج آپ کو مبارک ہو یہ 178 ہوگئے ابھی دو مہینے میں تو اس پر کوئی توجہ دینے والا نہیں ہے پوسٹیں پڑی ہوئی ہیں نہ کوئی توجہ دے رہا ہے نہ کوئی سیکرٹری اس پر interest ہے نہ گورنمنٹ اس پر کوئی دلچسپی لے رہی ہے تو یہ میرے خیال میں ایک دو مہینے کے بعد 200 تک پہنچ جائیں گے میں ہر مہینہ ہر اجلاس میں آپ کو نشاندہی کرواتا رہوں گا آپ مہربانی کرکے اس پر ذرا توجہ دے دیں۔اور یہی حال ہیلتھ کا ہے۔ہیلتھ میں تو میرے خیال میں بالکل قانون نام کی کوئی چیز مجھے نظر نہیں آرہی ہے کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں کوئی قانون ہے سارے بی ایچ یوز بند پڑے ہوئے ہیں سارے ہسپتالوں میں جائیں اسٹاف کی کمی ہے تمام پوسٹیں اُن کے پاس پڑی ہوئی ہیں میرے خضدار کے جو ہیں ناں کچھ سات مہینہ اُنہوں نے انٹرویو کیئے فائلیں اُن کے پاس پڑی ہوئی ہیں۔لیکن کوئی توجہ دینے والا نہیں ہے۔تو یہ چیزیں جناب اسپیکر! میں ہر وقت دہراتا ہوں سردار صاحب بیٹھے ہوئے ہیں سینئر وزیر بھی ہیں اور مجھے اُمید ہے کہ ان چیزوں کا نوٹس لیں گے اگلی دفعہ اگر figure کم ہوتے گئے تو میں اُن کی نشاندہی کروں گا جو بڑھتے گئے تو میں ہر دفعہ انکی نشاندہی کرتا رہوں گا۔

تیسری ایک اہم بات جناب اسپیکر! حال ہی میں حیوانات میں ہمارے لائیو اسٹاک میں کچھ پوسٹیں راتوں رات اُنہوں نے نکالی ہیں۔ہمیں نہیں پتہ کہ کس نے نکالی ہیں کیسے نکالی ہیں۔اوراُن میں سے 28 بندے جو ہیں انھیں خضدار روانہ کیا گیا ہے جو ژوب ہے،اوستہ محمد کے ہیں تربت کے ہیں دوسرے اضلاع کے ہیں 28 بندے خضدار روانہ کیئے گئے ہیں دوسرے علاقوں کی پوسٹوں پر۔تو کوئی سننے والا ہے نہیں ہم کس کے پاس جائیں کس سے کہیں کوئی سننے والا نہیں ہے نہ لائیو اسٹاک میں کوئی سیکرٹری بیٹھا ہے سیکرٹری کا یہ حال ہے نہ ڈی جی ہے نہ منسٹر ہے کوئی بھی نہیں ہے سی ایم صاحب بھی نہیں ہیں تو سردار صاحب آپ ذرا توجہ دے دیں ہمارے ان مسئلوں پر بس ان چیزوں پر کچھ توجہ دے دیں ہیلتھ کی پوسٹیں پڑی ہوئی ہیں بھائی! ان کو نکال دو، خدا کیلئے کیا کریں گے۔اُن پر پیسے مانگ رہے ہو تو ہم پیسے دینے کیلئے تیار ہیں کوئی ہمیں بتا دیں اگر کسی کو پیسے چاہئیں ہم پیسے دینے کیلئے باخدا تیار ہیں آپ ریٹ فکس کر دیں ہم دے دیں گے اُن کے ریٹ پر ہم نہیں کریں گے آپ کے ریٹ پر ہم کریں گے اور مجھے سمجھ نہیں آرہی ہے سات مہینے سے فائل پڑی ہوئی ہے تمام کمیٹی سے دستخط شدہ پڑی ہوئی ہے کیوں آرڈر نہیں نکال رہے ہیں۔تو اس پر ہمیں بھی شکوک وشبہات ہمارے دل میں آرہے ہیں۔شاید کوئی چیز ہے۔اگر کوئی اس طرح کا مسئلہ ہے تو بعد میں مجھے چیمبر میں بُلا کے مجھے بتا دیں میں پیسے دینے کیلئے تیار ہوں تاکہ لوگوں کے مسئلے حل ہو جائیں اور hospitals کھل جائیں اور ایجوکیشن کا بھی یہی روز کا روز میں بتا تا رہوں گا ہر اجلاس میں مہربانی کر کے جناب اسپیکر صاحب! آپ بھی ذرا ان چیزوں پر توجہ دے دیں اور آپ بھی کوئی اچھی سی رولنگ دے دیں تاکہ لوگوں کے مسئلے حل ہو جائیں۔شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ میر صاحب۔جی احمد نواز بلوچ صاحب۔

میر احمد نواز بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔جناب اسپیکر! بالکل شکریہ۔آج جیسے ثناء بلوچ نے بلوچستان میں چادر اور چاردیواری کی تقدس کی پامالی پر جو ہماری خواتین کو گرفتار کیا گیا یہاں بلوچ، پشتون معاشرے میں اُن سب کی نشاندہی ثناء بلوچ نے کی میں بھی اس کی اس فلور پر مذمت کرتا ہوں اُن گرفتاریوں کی کہ ہمارے بلوچ معاشرے میں جہاں بھی بلوچ ہمارے جتنی بھی جنگیں لڑی گئی ہیں یا جتنی بھی بڑی آفات آئیں جہاں ہماری خواتین نکلتیں تو وہاں ہماری بڑی بڑی جنگیں بھی ہوتی ہیں تو آج اس فلور کے توسط سے جو گرفتاریاں کی گئیں جو کراچی میں ہماری خواتین گرفتار ہوئیں یا وہ خواتین جو احتجاج کر رہی تھیں اُن پر لاٹھی چارج ہوا اُن کی میں مذمت کرتا ہوں اپنی پارٹی کی طرف سے اپنے ایوان کی طرف سے یہاں سے مشترکہ قرارداد جانی چاہیے سندھ گورنمنٹ کی طرف کہ ہماری خواتین کو آپ protection دینے کے بجائے آپ اُنہیں گھسیٹ کر ڈنڈے

اور لاٹیوں کے سائے میں اُن کو گاڑیوں میں ڈال کر آپ اُن کو لاکپس میں بند کر رہے ہیں ہم اس کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر! حالیہ حلقہ بندیاں اس سے پہلے بھی ہم اس فلور پر یا اس سے پہلے بھی جب الیکشن ہو رہے تھے۔ تو ایسی فضا اس صوبے میں کہ ہماری حلقہ بندیاں change ہو رہی تھیں تو اُس ٹائم بھی جو courts نے آرڈر دیئے یا الیکشن کمیشن نے جن پر ہم آج منتخب ہو کر آئے ہیں اُن حلقوں پر وہ حلقے کل کے نوٹیفکیشن کے مطابق وہ میرے خیال میں آپ کا حلقہ بھی شامل ہے آپ کے حلقے کو بھی کسی اور حلقے میں ضم کیا گیا ہے وہ بھی آپ کا پارٹنر ہو گیا تو ابھی سردار صاحب یہ بلوچستان اور بلوچستان کی آبادی جیسے ہمارے دوستوں نے اُن کی نشاندہی کی ثناء بلوچ نے کہ ہمارے حلقے بڑھنے چاہئیں آبادی اور رقبے کی بنیاد پر تو ہمارے حلقوں کو بڑھنے کے بجائے ہمارے اُن پُرانے حلقوں کو ایسا توڑ مروڑ کے کہیں ایسی یو سیز کو بھی نہیں کیا جاتا ہے جناب اسپیکر۔ ہم صوبائی اسمبلی کے ممبر ہیں ابھی ہم اپنے وہ فنڈز کہاں لگائیں۔ جن حلقوں سے ہم آئے ہیں ابھی وہ حلقے نہیں رہے جن جن حلقوں میں اگر ہم نے تجاویز اُن کے حلقوں کے دوستوں نے ہمیں تجاویز بھیجی تھیں ابھی ہم پریشان ہیں کہ وہ کہاں گئیں تو اس اسمبلی کے توسط سے ہم ان حلقہ بندیوں کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں اُن کا جو قانونی طریقہ ہوگا ہم اُس کو اپنائیں گے ہم ہر فورم پر ان کے خلاف آواز اُٹھائیں گے بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی میڈم۔

میڈم شکیلہ نوید قاضی: thank you جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! جو کراچی کا واقعہ ہے تربت کا واقعہ ہے یہ پنجگور میں شہید داد شاہ کے گھر والے جو ابھی تک انصاف کیلئے بیٹھے ہوئے ہیں ہماری خواتین مائیں بہنیں سب بیٹھی ہوئی ہیں۔ اُن کیلئے اس اسمبلی فلور پر ہم فی الفور اُن تمام ایشوز پر ایکشن لینے کی میں التجا کرتی ہوں آپ سے کہ بالکل آپ سندھ گورنمنٹ کو لکھ سکتے ہیں کہ آیا ایسا واقعہ جو رونما ہوا ہے اس سے ہم نفرتیں ختم نہیں کر سکتے اس سے نفرتیں مزید بڑھتی ہیں جناب اسپیکر! جو ایک اور میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے اس EST پر جیسا نصر اللہ زیرے بھائی نے کہا کہ ہماری EST بہنیں سراپا احتجاج ہیں تو اسی طرح ہمارے بولان میڈیکل کالج کے اسٹوڈنٹس ہاسٹل کیلئے ہاسٹل کی رومز اُن کے پاس نہیں ہیں اس کیلئے تقریباً آج سے نہیں 20-2019ء سے اُن کا ایشو چل رہا ہے لیکن آپ Kindly اس پر رولنگ دے دیں کہ آپ کو سیکرٹری اس پر جواب دے دیں کہ آیا جو ہاسٹل اُنہوں نے پرائیویٹ بند کر دیا تھا اور بولان میڈیکل کالج کے جو اسٹوڈنٹس ہیں جو باہر سے آئی ہیں اور جو afford نہیں کر سکتیں غریب بچیاں ہیں 25-20 ہزار کسی پرائیویٹ ہاسٹل میں نہیں دے سکتی ہیں اور نہ ہی وہ afford کر سکتی ہیں تو فی الفور اس پر ایکشن کیا ہے کیونکہ جب بھی میں نے سیکرٹری صاحب، سابقہ سیکرٹری سے

میں نے پوچھا ہے یا ابھی کے جو سیکرٹری صاحب ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ایک ہفتے بعد ہم نئے ہاسٹل کی opening کریں گے اور کچھ بچیوں کو وہاں بھجوادیں گے لیکن آج تک یہ میرا خیال ہے 3 سال میں اس کا کوئی سلوشن کوئی حل نہیں نکلا ہے جناب اسپیکر آج آپ رولنگ دیدیں اس کا status کیا ہے کہ آیا جو بولان میڈیکل کے ہاسٹلز ہیں ان کا status ہمارے ساتھ شیئر کیا جائے کہ ہماری اگر بچیاں جو میڈیکل اسٹوڈنٹس ہیں اور پڑھنے جاتی ہیں ان کو رہنے کی جگہ نہیں ہے جو باہر سے آئی ہیں وہ afford نہیں سکتیں پرائیویٹ ہاسٹل بھی۔ تو kinidly آپ اس پر رولنگ دیدیں کہ وہ آپ کو status بتاتے کہ ابھی جو نیا ہاسٹل ہے اس کا status کیا ہے اور کب تک ان بچیوں کو ان کے rooms allot کیے جائیں گے thank you

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ میڈم شکیلہ نوید۔ جی نائل صاحب۔

جناب قادر علی نائل: شکریہ جناب اسپیکر! مَیں سب سے پہلے اپنی پارٹی کی جانب سے جو حالیہ بلدیاتی انتخابات ہوئے ہیں اُس میں جن جن جماعتوں نے کامیابی حاصل کی ہے۔اور خصوصاً اُن کونسلروں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔جناب اسپیکر ! دو issues ہیں اس سے پہلے بھی اس issue پر بات ہوئی ہے یہاں ۔خصوصاً کوئٹہ کے شہریوں کو اچھی طرح علم ہے کہ ان گرمیوں کے موسم میں بھی گیس ناپید ہے گیس کی قلت ہے اور پریشر کہیں نہیں ہے۔سردیوں کی تو سمجھ آتی ہے کہ سردیوں میں استعمال زیادہ ہوتی ہے لیکن گرمیوں میں بھی خصوصاً جو میرا حلقہ انتخاب ہے ہزارہ ٹاؤن کی طرف وہاں گیس نہیں ہے۔جب ہم نے مقامی انتظامیہ سے رابطہ کیا تو اُنہوں نے کہا کہ ہم اُس سطح پر پہنچے ہیں کہ صرف ہم نے تالے لگانے ہیں اس کمپنی کو۔وفاق کی جانب سے بلوچستان کو یا کوئٹہ کی جو انتظامیہ ہے اُن کو مکمل نظر انداز کیا ہے یہاں آپ even نئے کنکشن نہیں لے سکتے آپ کے بل کی درستگی نہیں ہوسکتی ہے۔آپ کے پاس جو اختیار تھا 100 فٹ یا 200 فٹ پائپ بچھانے کا وہ بھی نہیں ہو رہا ہے وہ بھی بند کردیا گیا ہے۔اسی طرح ہماری جو اسکیمیں تھیں reinforcement اسکیمیں تھیں۔اس پر بھی کام رکا ہوا ہے تو آپ سے request ہے کہ ایم ڈی سوئی سدرن گیس کو یہاں طلب کریں ایک رولنگ دے دیں پھر ایک کمیٹی آپ بنادیں جو کوئٹہ کے جتنے بھی ارکان ہیں وہ جائیں ایم ڈی سے ملاقات کریں اس حوالے سے عملاً جو سوئی سدرن گیس کا جو کوئٹہ آفس ہے وہ مکمل طور پر بند ہے ایک حوالے سے۔تو لوگوں کو مشکلات کا سامنا ہے۔ مجھے توقع ہے کہ آپ اس حوالے سے رولنگ دے دیں گے۔یہ کوئٹہ کے شہریوں کا مسئلہ ہے اور احمد نواز بھائی سے بھی باقی جو دوست ہیں وہ بھی اس معاملے پر بولیں گے جہاں تک نئی حلقہ بندیوں کی بات ہوئی ہے اس میں یقیناً سارے جتنے بھی ہیں جب سے ہم سنتے آرہے ہیں سارے متاثر ہوئے ہیں اس میں

overlapping کی گئی ہے ۔2017 جو ہمارا ا یکٹ ہے الیکشن ایکٹ ہے اور الیکشن رولز ہیں اُن کی خلاف ورزی کی گئی ہے اس میں ۔جب 2017ء جب census ہوئی ہے اُس census کے بعد اگر نئی مردم شماری نہیں ہوئی ہے تو ان حلقوں کو چھیڑنے کی کیا ضرورت تھی ۔ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ایک مخصوص لوگوں نے مخصوص حلقے بنا کر اُن کو دیئے ہیں اور اُن کو عوام پر مسلط کیے گئے ہیں ۔میرے حلقہ انتخاب میں 50 سے 60 ہزار مزید آبادی شامل کر کے یہ کوشش کی گئی ہے کہ جو ہمارا حلقہ انتخاب ہے وہاں کے لوگوں کو حقیقی نمائندگی سے محروم رکھیں ۔تو اس حوالے سے ہم ہر فورم پر جائیں گے اور جو حلقے کے عوام ہیں اُنکی حق نمائندگی کیلئے ہم لڑیں گے اور جدو جہد کریں گے ۔ بہت بہت شکریہ ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی کھیتران صاحب ۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر محکمہ مواصلات وتعمیرات): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے یہ تو جو بلدیاتی الیکشن ہوئے ۔جن جن علاقوں میں ہوئے الحمدللہ الحمدللہ چھوٹے موٹے واقعات ہوئے لیکن کوئی ایسا major incident نہیں ہوا ۔تو میں اپنی حکومت کو جہاں جہاں انتظامیہ تھی چیف سیکرٹری سے لے کر تمام کو آئی جی پولیس ایف سی اور تمام law enforcement agencies کو مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ گو کہ ایک عجیب وغریب الیکشن تھا جناب اسپیکر صاحب میرا اپنا گاؤں تقریباً اس میں 950-900 ووٹ ہیں 155 ووٹ ٹاؤن کی طرف نکال دیئے ۔باقی جو remaining 600-700 vote یونین کی طرف سے تھے ۔اب میرا گھر joint family ہے ۔بھتیجے،اور بھتیجیاں فیملی ساری میری اکھٹی رہتی ہے ۔مزے کی بات یہ ہے کہ میری ایک بیوی کا ووٹ ٹاؤن میں تھا دوسری کا یونین میں تھا دو بیٹیوں کا ادھر تھا اور دو بھتیجیوں کا اُدھر تھا اور جو میرا ۔آپ نے تو دیکھا ہوا ہے آپ کا علاقہ ہے تو اُس کو اُٹھا کے تقریباً کوئی 12 کلومیٹر دور اچھا حشر یہ کیا گیا مجھے سمجھ نہیں آتی کہ پتہ نہیں کہ الیکشن کمیشن والے کون ہیں ایسا بھی ہوا ہے کہ 40 کلومیٹر دور گاؤں کے 6 ووٹ اُدھر جا رہے ہیں اور 5 ادھر جا رہے ہیں یہ حشر کیا گیا ۔لیکن الحمدللہ مَیں نے جو کیا انتظامیہ کے تعاون سے مقامی الیکشن کا جو عملہ تھا تو اب جو نئی حلقہ بندیاں آئی ہیں جس میں آپ کو ازراہِ مذاق آپ میرے لئے بہت قابل احترام ہیں ۔خاص کر کے مَیں اپنے اور آپ کے حلقے کا ذکر کروں گا ۔میرا حلقہ 1977ء میں اُس میں جب آج کی آبادی اور 50 سال ہوگئے اس کو ۔اُس وقت آپ کے علاقے کا کوٹ خان محمد اور کنگری ۔صرف میرے ساتھ شامل تھے ہمارے حلقہ بارکھان میں ، باقی آپ لوگ اُس طرف تھے لورالائی کے ساتھ تھے ۔اب خوبصورت جو ابھی اُنہوں نے کیا ہے ، پھر 1985ء میں independent ہوگئے آپ کا حلقہ ہوگیا ، بارکھان ، موسیٰ خیل ،

دکی، لورالائی چار حلقے بن گئے ۔اب نئی حلقہ بندی جو،کل میں سفر کررہا تھا راستے میں مجھے WhatsApp کیا گیا میری آبادی ہے 1 لاکھ 72 ہزار۔اور تقریباً ایک لاکھ سے اوپر کچھ آپ کی آبادی ہے ہماری اور آپ کی دونوں اضلاع کی اکھٹی کرکے ایک حلقہ۔دکی کی آبادی ایک 1 لاکھ 51 وہ بھی مجھے پتہ ہے کہ کس طریقے سے وہ 1 لاکھ 51 ہزار ہے۔آپ کو بھی اچھی طرح پتہ ہے کہ وہاں کتنی مردم شماری میں کیا گیا ہے۔اُس کو علیحدہ سیٹ دی گئی ہے اور ہمیں آپ کو اکھٹا کر دیا گیا۔اب آپ کا کلچر آپ کی زبان اور میرا کلچر میری زبان ایک دوسرے سے مختلف کوئی سلسلہ ہی نہیں بنتا ہے۔اب پتہ نہیں ہے کہ کونسی شخصیت وہاں اسلام آباد میں تشریف رکھتی ہے کہ وہ اس طریقے سے اُس نے یہ distribution کرائی اور 1985 سے لیکر آج تک 38 سال ہورہے ہیں کہ ہمارا الگ حلقہ آرہا ہے۔ہماری آبادی پوری ہے سلسلہ پورا ہے،اس کو اُٹھا کے اس میں ڈال دیا پھر آپ کے حلقے شیرانی کا ادھا ژوب اُٹھا کے شیرانی میں ڈال دیا قومی اسمبلی میں ہمارا بارکھان،کوہلو،ڈیرہ بگٹی ،سبی یہ تھے پھر بارکھان کو اُٹھا کے پتہ نہیں بارکھان کے ساتھ کسی کو بہت زیادہ کسی ہمسائے کو پیار ہے اس کو پھر واپس لورالائی میں ڈال دیا گیا ،تو یہ مجھے سمجھ نہیں آرہی ہے کہ حلقہ بندیوں کے ساتھ یہ کون ایسا الیکشن کمیشن آف پاکستان میں بلوچستان کا کونسا ایسا ہمدرد بیٹھا ہوا ہے کہ یہ حرکتیں کررہا ہے۔دیکھیں بلوچستان صدیوں سے محرومی کا شکار ہے ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہماری صوبائی اسمبلی کی اور قومی اسمبلی کی سیٹیں بڑھادی جاتی ۔خاص کر قومی اسمبلی کی سیٹیں بڑھادی جاتیں کہ ہماری اتنی محدود سیٹیں ہیں کہ وہاں قومی اسمبلی میں three hundred plus سیٹیں ہیں اور ہمارے 14 یا 16 آدمی اُن کی آواز سننا تو دور کی بات ہے اُن کی طرف دیکھنا بھی کوئی گوارا نہیں کرتا ہے۔الحمدللہ آج جب اُن کو احساس ہوا کہ بلوچستان بھی کوئی ہے تو پھر ہماری پارٹیوں کو ہمارے اکابرین کو اُنہوں نے گلے لگایا تو حلقہ بندیاں یہ ہم totally آپ کی طرف سے بھی مَیں کہہ رہا ہوں اور اپنی طرف سے بھی ،میرے خیال سے سب متاثرین ہیں۔ حاجی محمد نواز صاحب بیٹھے ہیں دوسرے بھی ہیں ہم اس کو condemn کرتے ہیں ہم کورٹ میں جائینگے ہم جھولی پھیلا کے ان کے آگے بیٹھیں گے بحث کرینگے کہ ایک سسٹم چل رہا ہے آپ کیوں اس کو۔ ہماری پرانی ایک مثال ہے اسپیکر صاحب! مَیں دو منٹ لوں گا۔ پرانے ہندوؤں کے زمانے میں اُن کی دکانیں ہوتی تھیں تو ہمارے بڑے جو تھے وہ چھوٹے بچے ہوتے تھے۔تو ایک ٹکہ اُن کو ملتا تھا گھر سے تو وہ اُدھار پر چلتا تھا۔وہ ہندو جودنبے کی مینگنیاں ہوتی ہیں وہ رکھ لیتا کہ یہ بابر صاحب کی ہے یہ کھیتران صاحب کی ہے یہ فلاں کی ہے وہ پہلی تاریخ کو حساب کرتا تھا۔تو یہ لوگ کیا کرتے تھے تو اُس کا تالہ کھول کے وہ ساری مینگنیاں آپس میں mix up کردیتے ۔ہاں بھائی مکھی حساب دے دو۔تو مکھی کہتا تھا کہ یہ مینگنیاں

mix up ہو گئیں جاؤ بچے پھر بعد میں حساب کرینگے۔ بلوچستان کے ساتھ وہ مینگنیوں والا کام کر رہے ہیں کہ mix up کر کے قوموں کو لڑانا ان کے حقوق نہ دینا۔ پھر میں آپ کے اور اپنے حلقے کی طرف جاتا ہوں کہ کیا آپ chair ہیں۔ آپ بتائیں کہ کوئی logic بنتی ہے کہ آپ کا حلقہ اور ہمارا حلقہ ضم ہو۔ یہ عجیب بات ہے کہ کئی یونین کونسلوں کیساتھ یہی کیا ہے وارڈز کیساتھ یہی کیا ہے اور آج یہ کر رہے ہیں۔ اور آگے پھر شنوائی نہیں ہے اس طریقے سے نہیں ہوگا آپ بلوچستان کو اعتماد میں لے لیں اس کو سینے سے لگائیں اسکی سیٹیں بڑھائیں اس کی آواز کو اسلام آباد کے وہ جو بنگ اُگتی ہے آس پاس اُس کے خمار میں بیٹھے لوگوں کو جگانے کیلئے ہمیں چاہیے سیٹیں ہماری بڑھائی جائیں تا کہ اُنکو پتہ لگے کہ بلوچستان کے مسائل کیا ہیں۔ یہاں پینے کا پانی اس وقت قحط سالی ہے جناب اسپیکر صاحب! آپ کے علاقے اور میرے۔ اس الیکشن میں میں تو ورک نہیں کر رہا تھا میں نے کہا پھر ایک لیبل لگ جائیگا۔ آپ یقین کریں آپ اُن کے آگے ایک کروڑ روپے ڈال دیتے اور اس طرف سے ایک ڈبہ رکھ دیتے وہ، وہ اٹھا رہے تھے وہ نہیں اٹھا رہے تھے اس حد تک پینے کے پانی کی تکلیف ہے ہمیں ڈیم کی صورت میں دیں ہماری آواز سنیں یہ تو حلقہ بندیوں کے حوالے سے بات تھی۔ ثناء صاحب نے کہا کہ پچھلے دنوں جو کراچی کا واقعہ ہوا بالکل۔ ہم ان کی جائز باتوں کو مانتے ہیں لیکن دوسری طرف بھی جائیں جناب اسپیکر صاحب! میرے ہمسایہ گاؤں کا ایک بچہ 12 سال کا بچہ ماں اس کو چائے پلا کے صبح کو ناشتے تو غریبوں کے پاس ہوتے نہیں ہیں ایک گائے دیتی ہے کہ جاؤ اس کو چرانے لے جاؤ اور اسپیکر صاحب! آپ اس بچے کا فوٹو دیکھیں آپکو رونا شروع ہو جائیں گے۔ اتنا خوبصورت بچہ ہے وہ آگے آتا ہے ایک bobby troup ایک مائن لگی ہوئی ہے اس پر وہ بلاسٹ ہوتی ہے اور وہ اڑ جاتا ہے وہ سجا سجایا بچہ جب واپس ماں کی طرف جاتا ہے تو اسکی شکل نہیں پہچانی جاتی ہے کیا یہ سرمچاری ہے یہ آزادی ہے۔ اس طریقے سے بلوچستان کو آزادی آپ دلائیں گے میں ابھی گیا پچھلے سے پچھلے جمعہ گیا رات کو میرے گارڈ گشت کر رہے تھے صبح کو جلدی مجھے جگایا گیا کہ جی آپ کے باغیچے کے ساتھ hand grenade لگا کے وہ بارودی مواد دفن کیا گیا ہے وہ بھی راستہ تھا میں ان سے پوچھتا ہوں یہ کرنے والوں سے میں ڈرتا صرف اپنے اللہ کی ذات سے ہوں باقی خوف کیا ہے ڈر کیا ہے موت ایک دن برحق ہے میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں میں جاتا یا میرے گاؤں کا ایک بچہ یا میرے گاؤں کی ایک عورت وہ وہاں اس پر چڑ جاتی اور وہ پھٹ جاتا اور وہ ٹکڑے ٹکڑے۔ کیا اس طریقے سے آپ بلوچستان کو آزاد کرنا چاہتے ہیں کیا چائنیز جو آپ کی خدمت کے لئے آئے ہوئے ہیں ٹیچرز ہیں ہماری وہ جو بلاسٹ ہوئی ہے وہ بھی ہماری جان تھی اس بلوچستان کی روح تھی وہ جا کے بلاسٹ کر رہی ہے کیا آپ کا تعلیمی سلسلہ رک رہا ہے یا بڑھے گا

اس سے یا آپ کی بیرونی جوایجوکیشن کے سلسلے میں فنانسنگ کے سلسلے میں ترقی کے حوالے سے بلوچستان تو کیا اس ایکشن سے رک جائے گا یا بڑھے گا میرا یہ سوال اٹھتا ہے اب کیا کریں مجھے موت تو مجھے ہر سیکنڈ میں قبول ہے ایک سیکنڈ ایسا نہیں ہے جب میں موت کو اپنے سامنے نہیں رکھتا ہوں میں اڑ گیا کیا ہوگا بارکھان کے ایک لاکھ 72 ہزار لوگوں کو ایک بم سے اڑا کے آپ آزادی حاصل کرتے ہیں آپ اگر آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں آئیں compete کریں سی ایس ایس کریں پی سی ایس کریں آرمی میں جائیں ثناء صاحب نے کہا کہ ڈیرہ بگٹی میں یہ جو پچھلے دنوں misup ہوا پانی والا جناب! تھوڑی بہت کوتاہیاں ہوتی ہیں میں مانتا ہوں ایک دن دو دن لیٹ ہو جاتا ہے ہمارے چیف سیکرٹری وہاں موجود پھر جس کو میں یہ کسی کو blame نہیں کر رہا یہ جس کو گالی دیتے ہیں وہی فوج کے جوان وہاں پر اس وبا کے درمیان میں لاکھوں لیٹر پانی لے کے امدادی چیزیں لے کے آج دن تک وہاں خدمت کر رہے ہیں اسی پاکستان کی مٹی سے پیدا ہوا وہ سپاہی وہ افسر۔ میرا 12 سالہ بچہ مائنز میں مرا ہے کوئی سرمچار یا انکے جو بڑے ہیں فاتحہ کے لئے نہیں آیا آئی جی ایف سی ڈائریکٹ ان کے گھر پر اترا ہے اس نے اشک شوئی کے لئے انکے گھر میں جہاں میرا خیال ہے کوئی ایک موٹر سائیکل اچھے طریقے سے نہیں جا سکتی وہاں ہیلی کاپٹر نے لینڈ کیا اور اس نے ان کو جا کے دلاسہ دیا تو ہمیں افسوس تو یہ ہے کہ کون آیا باپ تو سوئیز لینڈ میں بیٹھا ہے پھر ان کو آگ لگ جاتی ہے تکلیف ہو جاتی ہے ہمارا سوئیزرلینڈ سوئیزرلینڈ کرتے ہیں آپ تو سوئیزرلینڈ کا پانی لوگ تو پتہ نہیں نعوذ باللہ وہ کیا ہے آب زم زم سے زیادہ سمجھتے ہیں کہ اتنا اچھا پانی ہے آپ تو وہ پانی پی رہے ہیں جناب! ڈیرہ بگٹی میں تو وہ کورواسے مر رہے تھے آپ نے کیا بھیجا آپ سوئیزرلینڈ کے پانی جس سے صبح شام آپ نہاتے ہیں جس میں ایک چھوٹا سا ایک لیٹر کا پیک بنا کے بھیج دیتے کہ جی یہ میری قوم ہے ایسی آزادی کی آوزیں تو آپ بہت لوگ لگاتے ہیں یہ آزادی نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب! میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں آزادی یہ ہے کہ آپ تعلیم دیں آزادی یہ ہے کہ آپ انکے غم میں شریک ہوں آپ انکی خوشی میں شامل ہوں آپ بیس ہزار کلومیٹر دور بیٹھ کے نہیں آپ ایسے یہ آزادی آپ کبھی حاصل نہیں کر سکتے ہیں سوال ہی نہیں اٹھا ہے ہمیں یہ پاکستان چاہیے یہ آزادی چاہیے جو ہم کو 1947 میں قائداعظم نے دلائی جو آج ہم آزاد مملکت میں کھڑے ہیں ہم بول سکتے ہیں آزادی ہے ہم چل سکتے ہیں پھر سکتے ہیں ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے آپ تو وہاں ایک غلام کی حیثیت سے بیٹھے ہیں جب انکی مرضی ہو آپ کو دھکے دے کر وہاں سے نکال دیں گے آپ کونسی آزادی کی بات کرتے ہیں تو جناب اسپیکر صاحب! کچھ چیزیں۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: میرے خیال سے کارروائی کی طرف آتے ہیں۔

وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات: مختصر جواب دے رہا ہوں ثناء صاحب نے فرمایا تھا کہ 361 ملازمین جو میرے محکمے سے ہیں میں انکے گوش گزار کروں گا کہ انکی بی بی کو بھی ہم invite کر رہے ہیں فائل complete ہو چکی ہے سب کچھ cabinet ہے کل cabinet سے میں کرا کے انشاء اللہ 5-6 دن میں ہم ایک function رکھ رہے ہیں جس میں آپ کو بھی ہم دعوت دیتے ہیں تمام دوستوں کو ثناء صاحب کو خاص کر بی بی کو۔ حاجی صاحب والوں کے جو بھی آنا چاہے ہماری طرف سے آپ اپنے ہاتھوں سے ان کو 361 ملازمین میں سے کچھ ایسے ہیں جن کے کوئی docouments نہیں تھے کچھ نہیں تھا ایسے ہی کرپشن کی نظر ہو کے ان کو ہم نے delete کر دیا تھوڑے سے ہیں میرے خیال میں چند انگلیوں پر گنے جاتے ہیں باقی ہم ان کو آرڈر دے رہے ہیں انشاء اللہ یہ تقریب ہم سی ایم صاحب سے آج یا کل ہم ٹائم لے لیں گے اس کے یہ کریں گے اسکے ساتھ ساتھ پبلک سروس کمیشن سے بھی میرا خیال ہے مجھے exit figure یاد نہیں ہے 70-60-50 orders ہیں جو ایس ڈی اوز کے ہیں وہ بھی ہم آپ لوگوں کے ہاتھوں سے ان بے روزگاروں میں تقسیم کرائیں گے ایجوکیشن کے حوالے سے آپ نے فرمایا تھا حاجی زیرے صاحب تو اسمیں ہم نے یہ کیا کہ پچھلے اسکے لئے تو میں آج جائے نماز لے کر آیا ہوں پچھلی حکومت کے لئے۔ یہ میں نے رکھا ہوا ہے 8 ہزار پوسٹیں آئیں ایجوکیشن کی جس میں بی ایڈ اور ایم ایڈ کو ہم نے relex کیا ہے آئندہ چند دنوں میں انشاء اللہ نیوز پیپر میں آجائیں گی اور شفاف بھرتی ہوگی یہ میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں آپ سمجھیں کہ with in two weeks انشاء اللہ ہم announce کر دیں گے منسٹر صاحب بھی آجائیں کیونکہ ہم سب اپنے حلقوں میں گئے ہوئے تھے اسی طریقے سے میرے اسکی انجینئرز کی ہیں 191 پوسٹیں وہ اگلے دو تین دن میں ہم آپ کو انکی date دے دیں گے ٹیسٹ انٹرویو کی۔ اسی طریقے سے کلاس فور کی میری 3 ہزار 7 سو نئی پوسٹیں ہیں وہ بھی انشاء اللہ ہفتہ دس دن میں وہ بھی اس کی کمیٹی وغیرہ اس کی ساری تشکیل ہوگئی ہے صرف ہم نے آج یا کل سیکرٹری کے ساتھ میٹنگ کر کے وہ date دینی ہے وہ بھی ہو جائے گا۔ جیسے کہ ہمارے زہری صاحب نے فرمایا کہ جو بھی پیسے چاہئیں تو ہم دینے کو تیار ہیں لیکن بھرتی کریں مَیں ذمہ داری سے کہتا ہوں خاص کر مَیں اپنے محکمہ کا کہتا ہوں کہ خالی انجینئرز میں اگر مَیں کرپشن کرنا چاہوں اور وہ بھی ٹیکنیکل طریقے سے کہ (میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا قاضی) ستر، اسی کروڑ کی game ہے، لیکن وہ 80-70 کروڑ کیا 80-70 پیسے مَیں اپنے اور اپنے ڈیپارٹمنٹ کے جتنے بھی میرے ماتحت آتے ہیں اُن کے لیے مَیں اُن کے بچوں کا خون سمجھتا ہوں۔ مَیں چیلنج سے کہتا ہوں پہلے بھی مَیں نے کہا اِس ایوان کو کہ کہیں پر بھی اگر پانچ روپے بھی کسی نے ایک روپیہ بھی کسی نے میرے 3 ہزار 7 سو پوسٹیں ہیں اور

191 لیا، سرکاری کارروائی تو ہوگی، یہ میرا وعدہ ہے کہ مَیں اُس کو سیکرٹریٹ میں رسہ ڈال کر گھسیٹوں گا۔ یہ مَیں نہیں ہونے دوں گا، میں اتنا تو کہہ سکتا ہوں، اِنشاءاللہ ہمارے ایجوکیشن منسٹر اور ہیلتھ منسٹر بھی یہی چیز کریں گے۔ تو یہ مَیں آپ کو ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ اِنشاءاللہ بھرتیوں میں سوال ہی out of question جس کو کہتے ہیں ناممکن ہے کہ کوئی میرے خاص کر محکمہ میں کرپشن کریگا تو وہ پھر مَیں قبائلی طور پر بھی اُس سے نمٹوں گا، اپنے سرداری طور پر بھی اُس سے نمٹوں گا اور سرکاری طور پر بھی ہم اُن سے نمٹیں گے۔ تو یہ مَیں آپ کو surety دیتا ہوں کہ میرے۔ اور آپ لوگوں کو کل دعوت دیتا ہوں کہ کہیں پر بھی اگر پیسے کی کرپشن ہوئی تو مجھے آپ نشاندہی کریں گے۔ اب لائیو اسٹاک کی بڑی اچھی بات کی آپ نے۔ کون سے فرشتے نے آرڈر کیئے یہ ہماری حکومت کو بھی سمجھ نہیں آرہی ہے اور سیکرٹری صاحب تو change ہو گئے۔ جناب! مَیں آپ کو خوبصورت بات بتاؤں باقی تو آپ نے کہا تھا 2800 بندے کدھر آ گئے، آپ نے نشاندہی کی تھی۔ میرے بارکھان کی پوسٹوں پر joke of the day ژوب اور شیرانی کے معذور افراد بارکھان میں appoint ہو گئے لائیو اسٹاک میں۔ اب مجھے پتہ نہیں ہے کہ وہ خوژہ خان کی مہربانی ہے یا مٹھا خان کی مہربانی ہے یا اُس کے ساتھ ساتھ اُس کے چلتے ہوئے اسٹاف کی مہربانی ہے، یہ بہت غلط ہوا ہے پورے بلوچستان میں انہوں نے غلط کیا ہے، اور چھٹیوں سے پہلے میرا خیال ہے اتوار کے دن اِنہوں نے آرڈر جاری کیا اور وہاں پر بُلا بُلا کر جس طریقے سے اِنہوں نے آرڈر دیئے، ہم یہ موجودہ حکومت اِنشاءاللہ اِس کی انکوائری میں جائے گی، اور وہ کیفرِ کردار تک پہنچیں گے کہ یہ کیوں ہوا، یہ کوئی logic نہیں بنتی ہے کہ کلاس فور کی یا چار، پانچ، چھ گریڈ کی پوسٹ آپ ایک ضلع سے اُٹھائیں اور دوسرے ضلع میں اور پھر معذور افراد آئیں گے ژوب والے آکر بارکھان میں ڈیوٹی کریں گے۔ میرے خیال سے اِس سے بڑی حیرت کی بات اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ بی بی نے فرمایا کہ بولان میڈیکل کالج کا جو ہاسٹل کا مسئلہ ہے، جی بالکل، دور دراز سے میڈیکل کی سیٹوں پر بچیاں آتی ہیں اور سب سے بڑی اُن کے لیے مشکل accomodation کی ہوتی ہے، نیا ہاسٹل تیار ہے، یہ ہم آپ کو update کریں گے، اگر یہ بھی مَیں آپ کو صوبائی حکومت کی ذمہ داری سے آپ کو مَیں بتانا چا رہا ہوں کہ اِنشاءاللہ تعالیٰ ہم اُن بچیوں کو اُدھر adjust کریں گے اگر اِس سے تعداد زیادہ بڑھی تو ہم پرائیویٹ کوئی ہاسٹل یا کوئی بنگلوز اُسی surrounding میں لے کر اِنشاءاللہ ہم اُن کو accomodate کریں گے۔ چاہے ہم نے اُن کو یونیورسٹی میں اُن کو accomodate کیا، اگر اُدھر ہمیں گنجائش ہوئی، یونیورسٹیوں میں اُدھر نہیں تو ہم اُن کے لیے پرائیویٹ جگہ hire کریں گے اور اِنشاءاللہ تعالیٰ next آپ کو جب بھی اجلاس ہوگا اِنشاءاللہ اِس کا

solution ملے گا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ویسے future میں آپ کو چیف منسٹر ہونا چاہیے۔تسلی صحیح دے رہے ہیں سارے محکموں کے حوالے سے۔

وزیر محکمہ مواصلات وتعمیرات: اللہ تعالیٰ عبدالقدوس کو بڑی زندگی دے۔مَیں اُس پر آتا ہوں، میں نے جائے نماز رکھی ہوئی ہے، پانچ منٹ میں آپ سے لوں گا۔سر! یہ ہم آپ کے توسط سے فیڈرل گورنمنٹ سے گزارش کریں گے ہمارے project ہیں رکھنی بارکھان، بارکھان کوہلو، کوہلو، تلی۔ اِس کے فنڈز روکے ہوئے ہیں پچھلے دنوں ایک حاجی صاحب اُس کا بیٹا پرنسپل بنا کوئی چار دن بھی اُس کو خوشی نصیب نہیں ہوئی وہاں روڈ اب کچے سے بھی بدتر ہے آپ بھی آئے تھے آپ نے دیکھا تھا،تو مَیں آپ کے توسط سے پھر ڈیپارٹمنٹ بھی میرا ہے مَیں سی ایم صاحب سے گزارش کروں گا کہ فیڈرل گورنمنٹ نے روکے ہوئے ہیں کام بند پڑا ہوا ہے casualties ہو رہی ہیں اُس پر اِتنی مٹی اُڑتی ہے کہ آپ یقین کریں کہ حشر نشر ہو جاتا ہے۔تو یہ مَیں عرض کرنا چاہ رہا تھا۔اب مَیں آتا ہوں، جی سر! مَیں نے بتا دیا internship والا۔ اگلے ہفتہ آپ بھی invite ہیں ثناء صاحب بھی اور جو دوست بھی آنا چاہے، سی ایم صاحب اُن 361 ملازمین کو آرڈر دیں گے اِنشاء اللہ۔ جناب اسپیکر صاحب! مَیں تو اپنے حلقے میں گیا ہوا تھا اپنے دورے پر تھا۔عدم اعتماد پیش ہوئی تو مَیں جام صاحب اور اُس کے دوستوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اتنی کامیاب اِنہوں نے عدم اعتماد اِس ایوان میں پیش کی،تو وہ مبارکباد کے لائق ہیں، دیکھیں، سر! اب مَیں کیا کہوں۔اب وہ اُن لوگوں کے ساتھ۔دیکھیں آپ ایک زیادتی کرتے ہیں پھر بھول جاتے ہیں کہ کیا ہوا تھا۔مَیں جب FSc کر رہا تھا تو ہاسٹل نہیں تھا میں امداد ہوٹل میں رہتا تھا۔ وہاں ایک بھورے والے کا ایک نیم پاگل سا، وہ کہتا تھا پنجابی میں، بڑی اچھی،تو اُس کو ایک میرو میرو ناشتہ کرواتا تھا اتنی ڈبل روٹی اور 12 انڈے دیتا تھا اُس کو۔تو ہم جب پوچھتے تھے کہ میاں صاحب کوئی ناشتہ کیا، اُوئے میں تڑڑے نہیں کھادے۔مَیں تا حالی خالی پیٹ ہاں۔تو ساڑھے تین سال آپ نے تڑڑے شرڑے کر لیے،اب آپ ایک ناکام پیش کر رہے ہیں،

جناب قائم مقام اسپیکر: کھیتران صاحب! میرے خیال سے کارروائی کافی رہتی ہے،تو کارروائی کی طرف آتے ہیں،آپ نے بات complete کر لی ہو تو۔۔۔

وزیر محکمہ مواصلات وتعمیرات: سر! صرف دو منٹ، آپ اُن لوگوں کے ساتھ جن کے آج تک بازو ٹوٹے ہوئے ہیں، کمر ٹوٹی ہوئی ہے، بکتر بند گاڑیاں بلوچستان کی پارلیمانی تاریخ میں آپ نے اُن پر چڑھائی ہیں، پھر

آپ اُن کے پاس بیٹھ کر کہتے ہیں کہ جی میر عبدالقدوس کی حکومت بُری ہے، ہم نہ سلیم کھوسہ صاحب یا فلاں کو ہم چیف منسٹر لاتے ہیں، اخلاقاً آپ کو سوچنا چاہیے، مَیں ذاتی طور پر یہ کہوں گا کہ جو لوگ پیش پیش تھے سردار یار محمد صاحب نہیں ہیں آج، جام کمال صاحب، سردار یار محمد صاحب تو میرے خیال سے اُن کا بیٹا بڑا قابل ہے سردار خان۔ اب اُن کی ریٹائرمنٹ کا زمانہ آ گیا ہے غصہ بہت کرتے ہیں غصہ صحت کے لیے بُرا ہوتا ہے تو مہربانی کر کے گھر آرام فرمائیں بیٹے سے کہیں وہ takeover کر دیں، وہ بہت اچھا لڑکا ہے، وہ سمجھتا ہے بلوچستان کے حالات کو۔ اگر مَیں اُس stage پر آیا تو مَیں خود بھاگ جاؤں گا۔ اور جام صاحب کے لیے مَیں property of the House بناؤں گا، جناب اسپیکر! میں یہ ایک جائے نماز لایا ہوں جام صاحب کے لیے، وہ ایک بہت عبادت گزار، ایماندار اور اچھے آدمی ہیں۔ تو سیاست بچوں کا کھیل نہیں ہے ضلع سے اُٹھ کر آپ یہاں سیاست کریں گے وزارت اعلیٰ یا یہ تو میرا مشورہ یہ ہے کہ مَیں اُن کے لیے چھوٹا سا تحفہ لایا ہوں، آپ کے ذریعہ، یہ میری طرف سے property of the House اُن کی خدمت میں پیش کر دینا کہ آئندہ بیٹھ کر عبادت کیا کریں اللہ اللہ کریں نفلیں پڑھیں اور پھر اُس کے بعد اگلے الیکشن میں دیکھیں گے کہ کیا ہوتا ہے، سیاست بہت بھاری چیز ہے یہ جام صاحب اور یہ بچوں کا کھیل نہیں ہے کہتے کھیل کھیڈ نے، پتہ نہیں پنجابی کا وہ ایک ہے۔ تو عارف حسنی تو ویسے ہی اُس کے دامن پر فرشتے سجدے کرتے ہیں، وہ C&W کا منسٹر رہ چکا ہے مجھے پتہ ہے کون کون سے فرشتے اُس کے پاس آتے تھے۔ تو جناب اسپیکر! مَیں آپ سے گزارش کروں گا ایک last میں کہ حلقہ بندی کے سلسلے میں مہربانی کر کے پورا ایوان متاثر ہوا ہے آپ اِس پر ایک رولنگ دے دیں اور آپ کے good office سے ایک letter چلا جائے کہ ہم جس سسٹم میں بیٹھے ہوئے ہیں مہربانی کر کے مَیں تو یہ چاہ رہا تھا کہ بارکھان کے لیے دو سیٹیں ہو جاتیں دو آپ کی ہو جاتیں تا کہ زیادہ سے زیادہ نمائندگی ملتی اور زیادہ ہم ترقی کے حوالے سے اور آواز اُٹھانے کے حوالے سے۔ یہ تو ہمیں اُنھوں نے ہمارے کسی کے پاؤں کاٹ دیئے، کسی کے ہاتھ کاٹ دیئے۔ تو مَیں پورے ایوان کی طرف سے شاید اگر agree کرتے ہیں مَیں گزارش کروں گا کہ اِس پر آپ کوئی رولنگ دے دیں اور الیکشن کمیشن کو ایک، بلکہ قرارداد نور محمد صاحب کہہ رہے ہیں کہ قرارداد ہم لے آتے ہیں اگلے working day میں تو یہ قرارداد ہم اُن کو بھجوا دیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: صحیح ہے آپ قرارداد لائیں اِس پر پھر اِنشاءاللہ۔

وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات: وہ کہتے ہیں چو ہالنڈ ورا ہی بھلا، وہ سلسلہ ہے، ہمارے کھیترانی میں کہتے ہیں کہ وہ جو نہ کپاس یہ دُنبی تھی نہ کپاس کمانے گئی تو واپسی میں اُس کی اپنی اُون بھی اُتر گئی، تو ہمارے ساتھ وہی ہو رہا

ہے کہ گئی کپاس کمانے۔تو یہ kindly آپ کو میری ذاتی گزارش ہے۔thank you very much

ملک نعیم خان بازئی (مشیر وزیر اعلیٰ): point of order جناب اسپیکر۔ یہ حلقہ بندیوں کے حوالے سے جو اکثر حلقے ہیں اغبرگ نوحصار یہ ہمارے حلقے کو بالکل ایسے کاٹ کر کے قادر نائل کے علاقے میں ڈالا ہے۔ابھی کچلاک ہے پھر خروٹ آباد کو ہمارے علاقے میں ڈالا ہے۔ یہ سارے نصر اللہ زیرے اوران کی وجہ سے یہ حلقہ بندیاں اسی طرح بنی ہیں۔تو اِن کی میں بھرپور مذمت کرتا ہوں ہمارے علاقے کو اُسی طرح اغبرگ نوحصار اور پنجپائی کو اُسی طرح بنا کر کے باقی یہ لوگ جانیں انکا کام جانے جس طرح بنانا ہے اُس طرح بنائیں۔ میں اس کی بھرپور مذمت کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ ملک نعیم بازئی صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! ملک صاحب چونکہ بادشاہ بندے ہیں وہ یہ الیکشن کمیشن آف پاکستان کا کل ایک نوٹیفکیشن آیا ہے جس میں تمام ملک میں حلقہ بندیاں ہوئی ہیں اور یقیناً اس پر مختلف حلقوں پر مختلف لوگوں کے اعتراضات ہوسکتے ہیں اور ایک طریقہ کار ہے الیکشن کمیشن کا۔اور آئین کے تحت یہ سب کچھ طے ہے الیکشن کمیشن حلقہ بندیاں کرتی ہیں مجوزہ اُس پر پھر ہائی کورٹ میں ایک ٹریبونل بنتا ہے اُس ٹریبونل کے سامنے 2018ء میں ہم نے کیس کیا تھا ٹریبونل میں اور وہ کیس یہاں سے ہم جیت گئے اُس کے باوجود الیکشن کمیشن نے توہین عدالت کی اور کوئٹہ کے 8 حلقوں پر غیر قانونی الیکشن کرائیں۔اور اُسی توہین عدالت کی سزا ابھی تک وہ کیس چل رہا ہے اس عدالت عالیہ میں جو ہم نے کیا تھا وہ اپنے جگہ پر پڑا ہوا ہے اب پورے تمام ملک میں حلقہ بندیاں ہوئی ہیں یقیناً اس پر اعتراضات ہوسکتے ہیں جس طرح سردار صاحب نے کہا دوسرے بندے وہ ایک طریقہ کار ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اُن کی اپنی ایک timing ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: اُس طریقہ کار کے مطابق اگر میری پارٹی کے بھی اُس پر یقیناً کچھ حلقوں پر اعتراضات ہونگے۔ ہم بھی ٹریبونل میں proper طریقے سے کیس لڑیں گے وہاں جائیں گے جس جس حلقے قومی اسمبلی کا یا جس صوبائی اسمبلی کا جیسا آپ کا حلقہ ہے یا دوسرے حلقے ہیں اس قسم کے حلقوں پر ہم بھی جاسکتے ہیں۔ جب کہ کوئٹہ کا فیصلہ ہائی کورٹ نے کیا سپریم کورٹ میں یہ لوگ گئے اُن کا reject ہو گیا الیکشن کمیشن نے توہین عدالت کی ہے اُس توہین عدالت کو اب بھی الیکشن کمیشن بھگت رہا ہے اور 27 جون کو اُس کی پیشی بھی ہے اور اُس پیشی پر ہم پیش بھی ہوں گے تو بہرحال یہ جو حلقہ بندیاں ہوئی ہیں یہ پورے ملک میں ہوئی ہیں اور اس کا

proper طریقے سے ٹریبونل کے ذریعے ہم آگے جاسکتے ہیں۔اور ٹریبونل ہی یہ فیصلہ کرے گی باقی کوئی فورم اس کا فیصلہ نہیں کر سکے گا۔حالانکہ ہم نے یہاں بلدیاتی الیکشن کے لیے دو resolution ایک resolution پاس کیا آپ نے سفارشات بھی بھیجی ہیں وہ بھی نہیں مانی گئی ہیں۔میرے دوستوں کو اگر علم ہوا ابھی حال ہی میں یہ وہ نہیں مانی گئیں آپ کی اسمبلی کی۔کیوں کہ اُن کا اپنا طریقہ کار ہے آئین نے اُنہیں اختیار دیا ہے۔thank you مسٹر اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آپ نے درست فرمایا زیرے صاحب یہ اُن کا اپنا ایک طریقہ کار آتا ہے وہ بالکل ہمارے ایوان کی جو مشترکہ ایک قرارداد تھی اُس کو بھی اُنہوں نے reject کیا وقت پر الیکشن کرائیں تو اس کے لیے اُنہوں نے میرے خیال سے time دیا ہوا ہے ہر کسی کے پاس وقت ہے اپنا اعتراض جمع کرانے کے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وقفہ سوالات

۔زابد ریکی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 574 دریافت فرمائیں۔سوالات کے جواب آگئے ہیں اور دونوں جو وزراء صاحبان ہیں وہ نہیں آئے ہیں اُنہوں نے درخواست بھیجی ہوئی ہے۔ defer کر دیں یا dispose off کر دیں آپ لوگوں کو جواب ملے ہوئے ہیں۔جوابات سے آپ لوگ مطمئن نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اچھا یہ ثناء بلوچ اور زیرے صاحب نے جو بات کی تھی یہ teachers اور recruitments کے حوالے سے تو سیکرٹری ایجوکیشن سے رپورٹ طلب کی جاتی ہے۔سیکرٹری صاحب آپ اُن کو ایک letter بھجوا دے۔اُن کی طرف سے پھر ایک رپورٹ آئے گی جس پر ہم سب بیٹھ کر دیکھ لیتے ہیں کہ اُس پر آگے کا further فیصلہ کرتے ہیں۔سوالات الگ ہیں سوالات کو defer کیا جاتا ہے۔اور یہ جو teachers کا معاملا ہے ثناء بلوچ اور زیرے صاحب نے جو highlight کیا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وقفہ سوالات ختم۔

جناب قائم مقام اسپیکر: سیکریڑی صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا رواں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نواب ثناء اللہ زہری صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا رواں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار محمد صالح بھوتانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نواب زادہ طارق مگسی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا رواں اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر نصیب اللہ مری صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر اکبر آسانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدلرشید صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر ربابہ بلیدی صاحبہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا رواں اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ لیلا ترین صاحبہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زینت شاہوانی صاحبہ نے ملک سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی سرکاری قرارداد۔

جناب قائم مقام اسپیکر: محترمہ بشریٰ رند صاحبہ پارلیمانی سیکریڑی اور جناب نصراللہ خان زیرے صاحب آپ میں سے کوئی ایک محرک اپنی قرارداد نمبر **123** پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر۔ ہرگاہ کہ مورخہ 09 مئی 2022ء کو ضلع شیرانی کے کوہ سلیمان میں چلغوزے اور دیگر جنگلات میں اچانک آگ بھڑک اٹھی اور مسلسل دو ہفتوں تک آگ کی وجہ سے لاکھوں درخت جن میں چلغوزے اور دیگر درخت شامل تھے جل کر خاکستر ہوگئے۔ جس کی بنا وہاں کے عوام کو اربوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔ اگر ایک جانب مالی نقصانات ہوئے ہیں تو دوسری جانب ماحولیات پر اس کے بہت برے اثرات پڑے ہیں۔ گزشتہ سالوں کی قحط خشک سالی نے بھی صورتحال کو مزید خراب کردیا ہے۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ کوہ سلیمان کے جنگلات میں لگنے والی آگ سے متاثرہ لوگوں کی مالی امداد اور علاقے میں دوبارہ جنگلات و درخت اُگانے کے لیے عملی اقدامات کرنے کو یقینی بنائے تاکہ مذکورہ علاقے میں دوبارہ مثبت اثرات رونما ہوسکیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: قرارداد پیش ہوئی۔ اس کی admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر۔ یقیناً یہ جو کوہ سلیمان ہمارے اس علاقے کے اُن مشہور پہاڑوں کا سلسلہ ہے جو ضلع شیرانی اُس سے بھی آگے خیبر پختونخواہ سے شروع ہوکر اور پھر یہ بارکھان سے ہوتے ہوئے بہت دور تک چلا گیا ہے۔ جناب اسپیکر! اس کوہ سلیمان میں جسے تخت سلیمان بھی کہا جاتا ہے اس میں چلغوزہ جو دُنیا کے خشک میوہ جات میں سب سے قیمتی میوہ ہے اُس کے درخت لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ اس کے علاوہ زیتون، شنے کے درخت اور ایک بہت بڑا ہمارا سرمایہ تھا اگر ہم سنجیدہ ہیں اگر ہماری حکومت سنجیدہ ہے، ہمارا محکمہ جنگلات سنجیدہ ہے تو یہ اتنا قیمتی اثاثہ ہے یا تھا جس کا ہمارے اِن عوام کا اُس سے ایک معاشی زندگی واسطہ تھی۔ اگر ایک جانب ایک معاشی زندگی ہمارا واسطہ ہے تو دوسری جانب یہ تمام سلسلہ ہماری فضا کو بہت بڑا

آکسیجن دے رہا تھا۔لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے جناب اسپیکر! کہ جب 9 مئی کو آگ نے وہاں جنگل کو گھیر لیا اور جناب اسپیکر! اس سے پہلے سال میں 10 فروری کو ضلع شیرانی کے داناسر کے مقام پر پہلی آگ لگی۔10 فروری کو وہاں کے نوجوان ہیں اُنہوں نے تحریک بنائی حشر تحریک، اُس نے نشاندہی کی کہ یہاں 10 فروری کو اس علاقے میں آگ لگی ہے۔لیکن ہمارے جنگلات کے محکمے نے جس غفلت کا مظاہرہ کیا۔اُنہوں نے بجائے اس کے کہ وہ اس کو سنجیدہ لیتے اُنہوں نے اس حشر تحریک کے نوجوانوں کو دھمکیاں دیں۔اور جناب اسپیکر! یہ نوجوان گئے وہاں سے facebook live پر چلایا دنیا کو دکھایا کہ 12 فروری 2022ء کو یہ دیکھیں کہ آگ جل رہی ہے اور قیمتی اثاثہ اور وہ سونا جسے سونا کہنا چاہیے چلغوزے کو۔جس کا ایک کلو ہزاروں روپیہ کا ہے live دکھایا گیا۔لیکن پھر بھی جنگلات کے محکمے نے جس غفلت کا مظاہرہ کیا ہے اس کے علاوہ آپ کے ضلع موسیٰ خیل کے سورغر میں آگ لگی جناب اسپیکر! اور پھر محکمہ جنگلات کے سیکرٹری صاحب کو پھر آگاہ کیا گیا۔لیکن اُنہوں نے کچھ بھی کارروائی نہیں کی اس آگ میں 800 زیتون کے درخت جل کر خاکستر ہوگئے جناب اسپیکر! جس کا تصدیق وہاں کے رسالدار اور تحصیلدار کی رپورٹ میں ہے۔جناب اسپیکر! جب 09 مئی کو آگ لگی شرغلی کے مقام پر اور یہ علاقہ پلاسی سے موسیٰ خیل سے کوئی 25 کلومیٹر دور ہے جناب اسپیکر! اس علاقہ میں 09 مئی کو وہاں سے آگ لگنا شروع ہوگئی۔پھر یہ نوجوان گئے 10 مئی 2022ء کو اُنہوں نے اسلام آباد پریس کلب میں پریس کانفرنس کی کہ ان جنگلات میں آگ لگی ہوئی ہے خدارا وفاقی حکومت ہو چاہیے صوبائی حکومت ہو وہ آکر کے اُنہوں نے اپیل کی کہ یہاں آگ بجھانے کے لئے نئے طریقہ کار ہے دنیا میں۔لیکن اُس پر بھی کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی جناب اسپیکر! 16 مئی کو جناب اسپیکر! فرسٹ ٹائم جو وہاں کی لوکل انتظامیہ ہے کمشنر صاحب اور ڈپٹی کمشنر نے 16 مئی کو request کی وفاق کو یا صوبے کو کہ ہمیں یہاں ہیلی کاپٹر دیا جائے۔18 مئی کو اس آگ نے کم از کم 30 کلومیٹر اسکوائر علاقہ اپنی لپیٹ میں لیا اور یہ آگ اتنی شدید تھی جب ہیلی کاپٹر وہاں گیا کوئی 19 مئی کو 10 دن بعد تو ہیلی کاپٹر نے صحیح hit نہیں کیا۔اس لیے کہ وہ اُس آگ تک نہیں پہنچ سکتا تھا اتنی وہاں تپش تھی کہ ہیلی کاپٹر دور ہی سے جا رہا تھا اور اس میں پانی بھی بہت کم تھا۔جناب اسپیکر! 20 مئی کو حکومت یہاں محکمہ جنگلات 20 مئی تک خوابِ خرگوش میں سویا ہوا تھا 20 مئی کو یہاں سپریم کورٹ کی دورکنی bench آئی یہاں کوئٹہ رجسٹری میں۔تو اس حشر تحریک کے نوجوانوں نے باقاعدہ application دی سپریم کورٹ کے جج صاحبان کو اور ان جج صاحبان نے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سے اپیل کی کہ آپ سوموٹو ایکشن لے لیں ان جنگلات کے لئے جس میں آگ لگی ہوئی ہے۔جب یہ نیوز تمام میڈیا، سوشل میڈیا، الیکٹرونک میڈیا پر آئی تب

وزیراعظم نے اجلاس منعقد کیا اور 21 مئی کو اور پھر جا کر کے اُنہوں نے request کی ایران کے پاس firefighter جو بڑا طیارہ ہے جو ہمارے ملک کے پاس بھی ہے وہ ہم استعمال میں نہیں لا رہے وہ آگ بجھانے کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ پھر وہ آیا یہاں اُنہوں نے دو دفعہ کوشش کی۔لیکن میں آپ کو بتاؤں جناب اسپیکر! کہ اُن کو یقیناً اُنہوں نے بہت سارے علاقے کو cover کیا لیکن سب سے زیادہ جب وہاں جناب اسپیکر! 21 مئی کو وہاں پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے مرکزی سیکرٹری سابق سینیٹر رضا محمد رضا صاحب کی سربراہی میں وہاں جرگہ منعقد ہوا شیرانی کے مقام پر۔اور اُس جرگے نے فیصلہ کیا اُنہوں حشر کیا اور مقامی طور پر آگ بجھانے کے لیے اُنہوں نے طریقہ کار اپنایا اُس کے بعد یہ آگ بجھ گئی۔ جناب اسپیکر! اس آگ نے کیا کیا ہے اس آگ نے ہماری معاشی ہمارے ساتھ اس آگ کی وجہ سے معاشی دہشت گردی ہوئی ہے اس آگ نے ہمارے معاشی زندگی تباہ حال کردی۔ جناب اسپیکر! شیرانی سے لیکر کے موسیٰ خیل تک اور خیبر پشتونخواہ کے اس میں کم ازکم سالانہ کوئی ساڑھے تین ارب روپے کی یہاں چلغوزے کی خرید وفروخت کی جاتی ہے ساڑھے تین ارب روپے کا یہاں business ہوتا رہا یہاں لوگوں کا انحصار اس چلغوزے کے جنگلات پر تھے۔ جناب اسپیکر اب کیا 65 فیصد جنگل کوہ سلیمان کا 65 فیصد جنگل جل کر خاکستر ہوگیا ہے۔اور جناب اسپیکر! اب میں آپ سے request کرتا ہوں ایک طرف لاکھوں درخت جل گئے اور جب یہ درخت جل گئے اب دوبارہ اس مقام پر درخت کا اگنا یہ ماہرین جنگلات forest والے ہی بتا سکتے ہیں۔لیکن اس کی وجہ سے آپ کا پورا جو آپ نے آکسیجن دینا تھا فضا کو اور اُس کی وجہ سے ان جنگلات کی وجہ سے یہاں بارشیں ہوتی تھیں اب آپ کے اوپر خشک سالی کا ایک نیا دور شروع ہو جائے گا۔ آپ کا علاقہ شیرانی کا علاقہ موسیٰ خیل، بارکھان، ژوب، کوہلو تک یہ تمام district برسات جو مون سون کی بارشیں ہوتی ہیں تو یہاں ان جنگلات کی وجہ سے یہاں مون سون کی بارشیں ہوتی رہیں اور اب یہ جنگلات لاکھوں درخت آپ کے جل گئے۔ جناب اسپیکر! کیا اس پر investigation ہوگی کیا اس میں جنگلات کے ڈیپارٹمنٹ میں وہاں کے مقامی ڈیپارٹمنٹ نے ژوب کے شیرانی کے یہاں ڈیپارٹمنٹ نے جو غفلت کی جو کوتاہی کی جو دہشت گردی کی معاشی دہشت گردی کی شیرانی اور موسیٰ خیل کے عوام کے ساتھ ان کے خلاف کارروائی ہو گی یہ بہت بڑا سوال ہے جناب اسپیکر! میں as a custodian آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آپ custodian ہیں آپ کے علاقے کو نقصان پہنچا ہے آپ کے حلقے کے اربوں روپے کا نقصان ہوا ہے کیا آپ اس پر direction دے سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر! میں آپ سے request کرتا ہوں یہ بہت بڑا issue ہے یہ ہمارے عوام کے لیے ایک اہم issue ہے میں

آپ سے میرے یہاں پر کیا مطالبات ہوں گے۔ جناب اسپیکر! اس کے لیے میرا مطالبہ یہ ہوگا کہ اس کے لیے JIT بنائی جائے اور یا پھر ہائی کورٹ کے جج سے کہ اس آگ کو کس نے لگایا۔ کیونکہ beneficiary جو فائدہ ابھی آنے ولا ہے جو یہاں پیسہ آئے گا اس کے بعد۔ اس سے فائدہ اٹھانے والے کون ہیں اُس پر بھی آپ کی نظر ہوگی۔ اور JIT میں ان تمام حضرات کو پورے جنگلات کے محکمے کو اس میں شامل کیا جائے۔ وہاں کی انتظامیہ کو کہ investigate کیا جائے کہ یہ آگ لگی کس طرح اور 65 مقامات پر آگ لگی ہے جناب اسپیکر! اور پھر اس کے لیے جناب اسپیکر! اور پھر اس کے لیے جناب اسپیکر! بار بار غلطیاں کیوں کی جاتی ہیں۔ اور اس کے لیے جب assistant natural اس میں NAR پروجیکٹ آئے گا اس NAR پروجیکٹ میں جو فائدہ ملے گا اس کے لیے میں سمجھتا ہوں کے اس کے لیے پورا ایک mechanism ہونا چاہیے۔ وہ بھی یہاں پارلیمانی کمیٹی بنائی جائے اور یہ جنگلات کیونکہ یہ جنگلات یہاں کے عوام کے معاشی وہ واحد ذریعہ تھا معیشت کا۔ اور اس کے علاوہ جناب اسپیکر! فوری طور پر حکومت اس کے لیے forest guard کی نوکری کا اعلان کریں۔ اس بجٹ میں اور مقامی لوگوں کو چاہے وہ شیرانی کے ہو یا موسیٰ خیل اس پر تعینات کیا جائے۔ اسی طرح forest area کو spacify کیا جائے اور یعنی جنگلات کو یعنی جنگلات کے محکمہ انہیں یونین کونسل کے لوگوں کو وہاں بھرتی کیا جائے۔ اس کے علاوہ جناب اسپیکر! جو 10 سالہ اس کے لیے بجٹ رکھا جائے۔ sustain budget دس سال کے لیے ان جنگلات کو دوبارہ رکھا جائے اور آگ بجھانے کے دوران جو لوگ شہید ہوئے ہیں اُن کو اُن شہداء کو قومی ہیروز قرار دیا جائے۔ اور اسی طرح یونیورسٹی میں یہاں forestry BS کی الگ کلاسز یہاں شروع کی جائیں۔ زیارت میں موجود forest institute کو فوری طور پر بحال کیا جائے اور موسمیاتی تبدیلی پالیسی بنائی جائے۔ دنیا میں موسمیاتی climate change منسٹری کا الگ ڈیکس بنایا جائے تاکہ اور ماحولیات کا مضمون لازمی مضمون کے طور پر پڑھایا جائے۔ جناب اسپیکر! یہ بہت بڑا نقصان ہوا یقیناً اس پہ ہم جتنا بھی بولیں مجھے افسوس ہے کہ یہاں اُس ژوب سے تعلق رکھنے والے یا دیگر پشتون علاقوں سے تعلق رکھنے والے ممبران نے اس پر خاموشی اختیار کی ہے یہ خاموشی نہیں ہے یہ مجرمانہ خاموشی ہے اُن سے ضرور سوال کیا جائے گا کہ ہمارا اربوں روپے کا نقصان ہوا ووٹ مانگنے کے لیے تو آپ لوگ آتے ہیں شیرانی بھی آتے ہیں ژوب بھی آتے ہیں پشین بھی آتے ہیں چمن بھی آتے ہیں لیکن اس قرارداد پر آپ نے کوئی لب کشائی نہیں کی تو یہ مجرمانہ خاموشی ہے میں آخر میں آپ سے request کروں گا جناب اسپیکر! آپ کا علاقہ متاثر ہوا ہے، آپ کا علاقہ متاثر ہوا ہے آپ اس پر رولنگ دے دیں۔ آپ JIT بنائے۔ جس میں تمام اداروں کے لوگ ہوں اور اس اسمبلی کے

ممبران اُس میں شامل ہوں یہ میری request ہوگی۔اگر آپ نہیں بنائیں گے یہ قرارداد میں سے قرارداد کے طور پر منظور ہوگا اس کے اثرات نہیں ہوں گے آپ کے لوگ بھوکے مریں گے اور آپ کا climate change ہوگا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: آپ سے میری گزارش ہے اس پر کمیشن بنایا جائے آپ رولنگ دیں۔ thank you Mr speaker

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ جی آپ بات کرنا چاہیں گے خلیل صاحب قرارداد کے حوالے سے اور نہیں۔

(اذان عصر)

جناب خلیل جارج بھٹو: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جناب اسپیکر! یقیناً۔ یہ جو قرارداد پیش ہوئی ہے جو ضلع شیرانی کوہ سلیمان کے پہاڑوں چلغوزے کا پورے جنگلات ہی خاک میں تبدیل ہوگیا یقیناً یہ صوبہ بلوچستان میں درختوں کی وہ fruits کے درخت ہو یا کوئی بھی درخت ہو اُس کی پہلے ہی بہت کمی ہے یہی گنے چنے باغات جنگلات ہمارے پاس ہے جو ہمارے ملک کا اثاثہ بھی ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہوئی جناب اسپیکر صاحب! کیا ہمارے پاس ایک fire fighter جہاز نہیں تھا وہ بھی ہمیں کسی دوسرے ملک سے منگوانا پڑا اور اُس کے بعد آگ بجھائی گئی۔اگر اس آگ پر جہاں تک صوبائی حکومت کا تعلق ہے اُنہوں نے اپنی effort کی لیکن ہمارے پاس اُس level کے equipments نہیں ہوں گے تو لازمی ہے کہ اتنی بڑی آگ کو بجھانا مشکل ہے یہ آگ امریکہ میں بھی لگتی ہے وہاں بھی مشکل ہوتی ہے حالانکہ اس کے پاس بہت سارے resources ہیں تو میرا خیال ہے کہ پہلے ہمیں resources کا کیوں کہ ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں گرمی سے بھی آگ لگ سکتی ہے کوئی شرارت بھی ہوسکتی ہے۔لیکن ہمارے پاس سب سے جو بڑی کمی تھی وہ equipment نہیں تھے۔تو لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اس دفعہ ایسے equipment بنایا جائے تا کہ ایسی چیزوں پر قابو پایا جائے۔دوسرا ہمارا ایسا سسٹم ہے کہ جہاں ہمارے fire brigade جا ہی نہیں سکتے کیونکہ پہاڑی سلسلہ ہے یہاں صرف ایک ہی resources ہے جو آگ بجھانے کا وہ fire fighter جہاز ہے۔تو لہٰذا میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں یقیناً بہت بڑا نقصان ہوا ہے اور یہ اثاثہ بھی تھا ہمارا olive oil اور چلغوزہ جو ہمارا قیمتی dry fruit ہے جو پوری دنیا میں پسند کیا جاتا ہے۔even کی پوری دنیا کے لوگ بلوچستان سے یا KPK سے مانگتے ہیں تو یہ بہت بڑا نقصان ہوا ہے جو میرے خیال ہے۔ابھی صدیوں میں اس کا نقصان پورا کیا جائے گا یہ

صدیوں پرانے درخت تھے۔تو یہ نقصان یقیناً ہم سب کے لیے غور وخوض کا نقصان ہے کہ ہم ان چیزوں کو قابو کریں اور ایسے جنگلات کو اپنا اثاثہ بنائیں اور محکمہ جنگلات کو resources مہیا کریں تاکہ ایسی چیزوں پر فوری پر قابو پایا جاسکے بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔قرارداد کے حوالے سے یقیناً زیرے صاحب یہ ایک بہت افسوس ناک واقعہ تھا شیرانی میں گیا visit کیا جنگلات دیکھے۔اور وہاں کے جو شہداء تھے اُن کی فاتحہ خوانی بھی کی۔تو پورے علاقے میں ایک بہت مایوسی تھی۔جہاں تک میں نے دیکھا گورنمنٹ کی طرف سے بھی اُن لوگوں کو کافی شکایات موصول ہوئیں۔جتنا کرسکتی تھی بلوچستان گورنمنٹ اتنا کیا۔جیسے خلیل جارج نے کہا اگر وسائل نہیں ہوں گے تو وقت پر اس طرح کے حادثات پر قابو نہیں پایا جاسکے گا۔رہی بات future میں کیا کرنا ہے اِن جنگلات کے حوالے سے۔اِس پر سی ایم صاحب سے بھی میں خود جا کر بات کروں گا کہ upcoming PSDP اِن لوگوں کے جو نقصانات ہوئے ہیں مشکلات ہیں۔اِسی طرح federal PSDP میں آپ نے جو points پیش کیے۔یقیناً اِن سب پر کام ہونا چاہیے۔میں personal بھی اس قرارداد کو آگے follow کروں گا اور اِسی طرح آپ نے جو بات کی JIT کی تو ایک بار قرارداد پاس ہوجائے اُس کے بعد پھر میں بلوچستان گورنمنٹ کو اس حوالے سے direction دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 123 منظور کی جائے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: قرارداد نمبر 123 منظور ہوئی۔اور سیکرٹری اسمبلی صاحب !بلوچستان گورنمنٹ کو اسپیشلی سی ایم صاحب کو ڈائریکشن دیدیں چیئر کی جانب سے کہ ایک JIT بنے تاکہ جو نقصانات ہوئے ہیں۔اور اِن نقصانات کے پیچھے کون ہیں۔یہ سارے معاملات JIT کے ذریعے منظر عام پر آنے چاہئیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: **قومی مالیاتی کمیشن ایوارڈ کی رپورٹ ایوان میں پیش کیا جانا۔**

جناب قائم مقام اسپیکر: وزیر برائے محکمہ خزانہ آئین کے آرٹیکل 160 کے شق (ب) کی شرائط کے مطابق قومی مالیاتی کمیشن ایوارڈ کے عمل درآمد کے متعلق پہلی ششماہی رپورٹ جولائی تا دسمبر 2020ء ایوان میں پیش کریں۔

جناب خلیل جارج بھٹو: میں خلیل جارج پارلیمانی سیکرٹری وزیر برائے محکمہ خزانہ کی جانب سے آئین کے آرٹیکل 160 کے شق 3(ب) کی شرائط کے مطابق قومی مالیاتی کمیشن ایوارڈ کے عمل درآمد کے متعلق پہلی ششماہی

رپورٹ جولائی تا دسمبر 2020ءایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: قومی مالیاتی کمیشن ایوارڈ کے عمل درآمد کے متعلق پہلی ششماہی رپورٹ جولائی تا دسمبر 2020ءایوان میں پیش ہوئی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 4 جون 2022 بوقت سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 05 بجکر 50 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)